

اهدای الصراط المستقیم

خاتمان فط

۱۳۵۴

CHECKED 1995

سید مرتضیٰ علی محمد نائینی

التماس

اس نسخہ خیال ان فطرت کا زیادہ ترجمہ احکام قرآنی سے ماخوذ کیا گیا ہے جس میں اصل اصول اسلام اور اسکی سائنس سے مطابقت اور تباہ جامع و مختصر تاریخ اسلام اور حال انبیاء علیہم السلام و دلائل معقول کے ساتھ مختلف جذبات فطرت علیحدہ علیحدہ نہایت سلیس عام فہم اردو میں منظوم کئے گئے ہیں جن میں نہ استعارہ و کنایا شاعری ہیں اور نہ گزل و بلبل کا افسانہ اور نہ بھابی عشق و محبت کا چسکہ بلکہ حقیقی جذبہ فطرت ایک ایسی سیدھی سادھی دلکش پیر میں نظم کئے گئے ہیں جسے انسان کو انسان کامل ہونیکا راستہ مل سکے۔ اور شاعری میں ایک ایسا نیا راستہ کھل جائیگا جس پر ہماری نونہالان چہشتان سخن طبع آزمائی فرما کر نئی نوع انسان کو راہ راست دکھائیں نئی نئی شگوفہ کاری پیدا کریں۔ اسید کہ تمامی اقوام اور ہر فرقہ کے مسلمان بھائی اس نسخہ کی ہر ایک نظم کو سلسلہ وار بنظر توفور و لاحت فرمائیں گے جس سلسلہ کو شروع سے آخر تک دیکھنے کے بعد معلوم ہو جائیگا کہ حقیقتاً اسلام کیا چیز ہے جس میں بجز حقیقی عقائد اسلام ظاہر کر نیکی کسی کبھی قسم کا کوئی اعتراض نظر نہ آئیگا۔ کسی کی دل شکنی کا باعث ہو سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہی التماس ہے کہ میں عامی پرمعاہی دلی ولی ہوں ز عالم و فاضل نہ شاعر ہوں نہ مجھے شاعری کا دعویٰ ہے اس لئے ان حصص نظم میں مرکوز غلطی یا خطا نظر آئے تو بنظر خطا پوشی معاف فرمایا جاوے اور میری خدمت نظر امتحان سے احتفظ فرمائی جاسکتی ہے تو میری عاقبت بخیر کی دعا فرمائی جائے۔

خاک ار

تقریظ

حضرت میر محمد علی صاحب مولانا محمد عبد القادر صاحب رشتہ دار علی صدیقی مدنی

— (کلیجہ غنائیہ) —
اللہ رکے محمد خجینی

ماضی مستقبل کا آئینہ ہے۔ آئینہ کیا ہوگا الہیہ دیکھنا چاہتے ہو تو ماضی میں دیکھو کہ ا
حالات میں کیا ہوا۔ نوامیس الہیہ اٹل ہیں۔ تو زمین قدرت ناقابل تبدیل ہیں قلی سوز
فی الارض فانظروا کیف کان عاقبتہ المکذبین۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف
میں انبیاء سابقین اور ان کے زمانے کے ستمزدین کے قصے نہ صرف ایک ایک
ذکر کئے گئے ہیں بلکہ اُن کے مختلف پہلوؤں کو دکھانے کے لئے گونا گوں عبرتناک
حالات پر توجہ دلانے کے لئے بار بار بیان کئے گئے ہیں۔ قاعدہ وایا اولی الا
اسی مقصد کو پیش نظر رکھ کر محبی مولوی میر نصرت علی صاحب ناظم عدالت ننگہ
نے ایک نظم موسوم بہ ”خیابان فطرت“ لکھی ہے جس میں انبیاء و خلفاء کے
حالات درج ہیں۔ اشعار سلیس اور واضح ہیں کم استعداد اشخاص عورتیں ا
بچے بھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ خدا نے جس کو چشم عبرت عطا کی ہے و
عبرت لے سکتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ ان کو جزا عطا کرے۔ اور لوگوں کو اس کے مطالعہ
استفادہ کی توفیق عطا کرے۔

شہرہ نشین
مولانا حضرت میر عبد القادر صاحب مدنی

۳

فہرست مضامین

خیابانِ فطرت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۵	کلمہ طیب	۵	امداد اکبر
"	ولہ	۵	دینِ فطرت
"	دعائیات	۱۰	مذہب و فطرت
۲۶	ولہ	"	ضرورت دینداری
"	ولہ	۱۱	دلیلِ حشر
"	ولہ	"	آخری سفر
"	ولہ	۱۲	سائنس کے کرشمے
۲۷	ولہ	۱۴	غضب و عفو
"	نعت	۱۵	اسماء الہی بامعنی
۲۸	مختصر حالاتِ انبیاءِ برگزیدہ	۱۸	دعا سورہ فاتحہ
۴۲	عروج و زوالِ اسلام	۱۹	دعا حصولِ دارین
۶۶	فرقتِ پستی	۲۰	اسماء و سرکارِ دو عالم بامعنی
			و تہذیب و نبوت جہاں لازم و ملزوم ہیں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
۷۹	شاہ رستم ترقی	۶۷	صراط مستقیم	۲۵
"	خیر الامور	۷۰	قوت انسان	۲۶
۸۰	عجبت	۷۱	راہ طریقت	۲۷
"	مشورہ	۷۲	صاحب دل	۲۸
۸۱	آہ منکوم	۷۳	دقت سحر	۲۹
"	شبہ	۷۴	اطاعت	۳۰
"	امرات بیجا	"	اعمال نیک	۳۱
۸۲	شرافت کی کسوٹی	۷۵	اعتبار و صداقت	۳۲
۸۳	پیش خمیہ بدبختی	۷۶	پردہ پوشی	۳۳
۸۴	جوانی	"	ہردلعزیزی	۳۴
"	تاشہ بینی	۷۷	نرم گفتار	۳۵
۸۴	سناظرہ تقدیر و تدبیر	"	بھلائی کا ایک لفظ	۳۶
۸۵	قومی اتفاق	"	اخلاق کا اثر	۳۷
۹۱	تجارت	۷۸	لطف زندگی	۳۸
"	صنعت و حرفت	"	بدگوئی	۳۹
"	نیرنگ شام و سحر	۷۹	چراغِ علم	۴۰



(۱) اللہ اکبر

اللہ اکبر سب سے بڑا ہے ہر ایک شے میں جلوہ نما ہے
از جزو تا کل سب کا وہ خالق کوئی نہ معبود اسکے سوا ہے

(۲) دینِ فطرت

ہے اگر تجھ کو تلاشِ دینِ فطرت یا انجی
یوں تو سب میں ہیں معایب اک خلابِ عیبی
اک اصولی بات مذہب کی سنو دے ذرا
یونہی دنیا میں بڑی چھوٹے مذہب ہیں
دیکھ لے یہ ہے حقیقت مذہبِ اسلام کی
بعلِ میرِ مذہب رکھیں نسبت کوئی
تم فروعاتی کبھیڑوں میں نہیں جاؤ گھسی
سائنس سے تطبیق ہو ان مذہبِ اسلام کی
ویسے ویسے ہوں عیاں احکامِ قرآنِ زمی
جیسے جیسے سائنس کو ہوگی ترقی بالیقین

مائیس سے ظاہر بہت شمس ہیں برآسمان
 ایسے قوت اس زمین کو شمس کی ہے عطا
 نیروت کے بھلا کیسی چلے کوئی مشین
 مٹا اس سے عیاں ہر برتر از ہم و گماں
 ہے نہیں معبود کوئی۔ ایک اللہ کے سوا
 ات اللہ ایک۔ لا تعداد اسکی ہیں صفات
 فی بھی قوت نہیں جس میں اسکا دخل ہو
 ہر قوت سے قوت اس کی دی انسان کو
 اللہ قوت کو دیا علم و عمل پر قدرت
 نرت انسان سے بڑھ کر کون ہے دیجے بتا
 فی بھی تخصیص اس قوم و مذہب کی نہیں
 انیس ہر ثابت ہوا چھوٹی سی چھوٹی کشتیں
 کی ہو آواز دہ بھی چھپکے ہر گن نہیں
 یہ چھوٹے سبقت سے رکھا ہے اسے
 رنے کے فضائیں روح اڑتے ہی پھرے
 ہیں وہ سبک دشت میں چریز زمین اس گھڑی
 ویسے ان شمس کو قوت ہے عطا ویزدی
 دوشمی ہے اسکا کھیل اور عشوہ گری
 وہ خدائے دو جہاز یا جسے ہے برتری
 لا الہ اور لا اللہ کی ہے معنی یہی
 وحدہ لا شریک اسکا نہایت فی کوئی
 ہے اسی نسبت سے ہر ک نام اس کا لازمی
 اثرات المخلوق دنیا ہے فقط انسان ہی
 جس کا جی چاہے کرے وہ فعل نیکی یا بدی
 زیر ہے ہر ایک اس کو فی جن ہو یا پری
 ایک ہے انسان۔ رتبہ نیادی ہیں سبھی
 رہتی جاتی ہیں حفاظت سے فضا میں لازمی
 دے ثبوت اسکا اگر موفون نکو اس گھڑی
 بے سبب ہوتا نہیں قدرت کا کوئی کام بھی
 جسم کو چاہو جلا دو دفن کر دو کچھ سہی
 جسم کو چاہو جلا دو دفن کر دو کچھ سہی

دیکھو نظم نمبر ۱۹، اسماء الہی یا معنی۔ ۱۰ دیکھو نظم نمبر ۱۲، وحدت و نبوت کا لازم و ملزوم ہونا
 دیکھو نمبر ۸، غضب و عفو۔ اور دیکھو نمبر ۲۶، قوت انسانی۔

سائنس کی روشنی میں جب ہوگی جذباتی تباہ
یعنی سر پر آئینا کا جب آفتاب تاید ار
سائنس کی روشنی میں فتنہ گر نہیں ہیں روح کو
ساتھ تو شہ اس کا لیکر جائیں ہم پیش خدا
جس کو چاہے بخش دے اپنا تقرب دے اُسے
اگ میں لے لے اُسے جلوے دوزخ میں ام
یہ سمجھو خدا نامنصف و بیدار اگر
کچھ نہیں اُس پر گلہ کر ہم نہ سمجھیں اُس کے از
معرفت کی ہر ورق کے دو دو صفحے ہیں عیا
جانتے ہیں سب ہر قانون قدرت بالیقین
اس اہم قانون کو پردہ میں وہ کیوں کر کھسے
صاف ہر اس عیاں قانون قدرت در جہا
اُس کو دھونڈو آسمانی ہر تہ میں بالفور
گر تہ اس کا نہ پاؤ دیکھ لو قرآن کو
معرفت کی منزلیں سب ہیں اسی میں سراج

ہو گا پورا حکم قرآنی بروز آخری
ہو فنا ہر ایک شے دنیا کی چھوٹی یا بڑی
یا فضا میں جو کہ ہے محفوظ نیکی یا بدی
داور محشر کے آگے ہو حساب آخری
جس کو چاہے اس کو کرے لعنتی و دوزخ
پھر نہ حالت اُس کی بدلے فیصلہ ہو آخری
ہم رہے دنیا میں جب تک ہمنامی کچھ نہ کر
اُس نے امر و نہی کی بیشک ہدایت سکود
اک اُجالا الہ صیر اک جلی اور اک خف
انتظام عالم کا جس پر منحصر ہے لازمی
جبکہ ہر باطن کو ظاہر کرنے والا ہے وہ
لازمی ہر خفی کے ساتھ ہے ہر جلو
آسمانی جن کتابوں کو سمجھتے ہیں سب
ہے یہی قانون قدرت لازمی و لا بدی
ہیں اسی میں کل امور و نیوی داخوری

۱۔ ۵۔ دیکھو نظم نمبر (۷) سائنس کے کرشمے اور دیکھو نظم نمبر (۵) دلیل محشر دیکھو نظم

نمبر (۸) ضرورت دین داری۔

کلام اللہ کا ہونے کا یقین ثبوت ہر زمانہ سے مطابق اسکی ہر ہر کڑی
 ب کتابیں آسمانی دیکھ لو گے آپ جب ہو گا یہ ثابت کہ قرآن ہر کتاب آخری
 میں نہ ہو پھر پناہ لا اس کا ختم المرسلین محسن عالم شفیع المذنبین اُمّی نبی۔
 ہے جس کا محمد مصطفیٰ اصل علیہ ہے رسول اللہ برحق اور حبیب ایزدی
 ماہی کی ذات سے اسلام روشن ہو گیا نام سے اسلام کے ظاہر و اسکی برتری
 مومن کا ایمان اور یہ اسلام ہے باسلامت امن میں اپنی گذارے زندگی
 لامت امن میں رہنے کا سیدھا راستہ آپ نے ہم کو بتایا اور خفی و ازجلی
 وہ وہ بتائے ہم کو سیدھے راستے جس سے حاصل ہوں مقاصد دنیوی و اخروی
 کہتے ہیں خدا کو ایک سبب ہیں جہاں شرح بالا سے نظر آتا ہے وہ کچھ اور ہی
 اس میں نہیں ہر بات پختہ اس قدر آج تیرہ سو برس کے بعد بھی قائم رہی
 قول کا مغربوں کا رب کہا ہے آپ نے سائنس سے دیکھو بہت نہیں سائنس باخاوری
 بالا سائنس سے جکا ملا ہے اب ثبوت اس سے پہلے تھا قیامت کا نہ قائل کوئی بھی
 ن تاریخ کو حاصل جو رتبہ آج کل دیکھو قرآن کے قصص جنہیں نصیحت بھری
 آزادی یہ دیتے جاں ہر اہل جہاں دیکھے اسلام میں انسان مساوی ہیں سہی
 ے بیزار سب کیا سخت تیری ذات پات اور ہر اسلام میں انسان۔ انسان ایک ہی

دیکھو نظم نمبر (۱۲) اسماء سرکار دو عالم بمعنی وحدت و نبوت کا لازم، ملزوم ہونا اور دیکھو نظم

(۲۲) عروج و زوال اسلام۔ سہ دیکھو نظم نمبر (۷) سائنس کے کرشمے۔ سہ دیکھو نظم نمبر (۳۲) مختصر حالات برگزیدہ۔

کہہ دیا پہلے نہ کوئی کام ہو بے مشورہ
 ہے ضرورت اب کلب کی روزانہ کیلئے
 ہیں ضروری آج اپنی وقت کی پابندیا
 فرض ختمہ گو نہیں تھے بعض صاحبِ فرض
 آج میخواری سے نفرت کر رہی ہے اجنبیاں
 عورتوں کے عقد ثانی پر ہیں مائل آج سب
 اسے ثابت ہو گیا اسلام کی ہر ایک بات
 اکٹا اکٹا کر آئیں گادہ دن اگر چاہے خدا
 چونکہ دنیا میں جو آئے رحمۃ اللعالمین
 جنکا یہ بین اثر ہے آپ جس شبے لائے
 آپ کی تعلیم تھی از ابتدا تا انتہا
 بس اسی تعلیم کا ہے یہ اثر شکر خدا
 فرق تھوڑا سا رہا جو وہ بھی مٹ جا حضور
 ہر کوئی ذی علم طبقہ یہ کہا سب مان لے
 نور ایمان سے ہمارے دل کو تو معمور کر
 یا الہی ہو دعاے نصرتِ عاصی یہی

نور ایمان سے ہمارے دل کو تو معمور کر
 یا الہی ہو دعاے نصرتِ عاصی یہی

(۱۳) مذہب فطرت

ایک دن اک فلسفی نے ایک عالم سے کہا
ہوتے سب پابند مذہب کیا بشکر کیا جانو
جب نہیں ہی یہ تو ثابت ہو رہی یہ بات ہے
سُن کے عالم نے دیا اس کا جواب باصوبہ
حبِ استعدادِ قدرت و ذیابہر ایک کو
فطرتِ انسان ہی پابند مذہب اسلئے
مذہبِ اسلام نے ہم کو دیا ہے یہ سبق
ذی خرد انسان پیرو مذہبِ حق کا ہے

مذہبِ فطرت کا گہوتا تعلق کچھ ذرا
سر سجدہ ہر کوئی آتا نظر پیشِ خدا
دین و مذہب اک خیالِ عام و انسان کا
ہے وہی پابند مذہب کھم عقلِ رسا
باتمیز انسان سب مخلوق سے افضل ہوا
سب بڑھکر ہی اسی کو قوتِ عقلِ رسا
منحصر ہے عقل ہی پر ہر جزا و ہر سزا
بے خرد حیوان کو مذہب سے کیا ہو واسطہ

(۱۴) ضرورتِ دین داری

اک امامِ دین سے اک دشمنِ دین نے کہا
ہے خدا کیسا کہاں کی پریش روز جزا

۱۔ دیکھو نظم نمبر (۱۲) و مہذب و نبوت کا لازم و ملزوم ہونا اور دیکھو نظم نمبر (۸) غضبِ مخاورد دیکھو نظم نمبر (۲۵) تو حیات

ہنس کے فرمایا کہ ہو بالفرض یہ قصہ غلط
 ہو اگر ایسا تو اس میں کوئی نقصان ہو
 بظلمات اسکے خدا کا سامنا ہو جائے مگر
 اس لئے مرنے سے پہلے سوچ لو انجام کو
 بعد مرنیکے نہ پریش ہو نہ محشر ہو بپا
 رائے گاں ہو بس عبادت کچھ نہ ہو اسکے سوا
 حشر کیا اس وقت ہونا عاقبت اندیش کا
 بعد مرنیکے پھر بچتا ہے سے کیا فائدہ

(۵) دلیل حشر

دشمن کے قائل ہو جکتے رہو تم سو نہیں
 سو کے پھر جاگو نہیں گر ہو نہ محشر و نشیں
 دنوں بھی ممکن نہ ہو تو پھر سمجھ جاؤ ضرور
 بہر پریش حشر میں اٹھنا تمہارا ہی یقین

(۶) آخری سفر

تجما ہو ے دنیا کا کنارا چھوڑا
 ہر اپنے پرانے کا سہارا چھوڑا
 رکھا تھا فقط ایک کفن کا جوڑا
 وہ بھی نہ رہا ساتھ ہمارا چھوڑا

(۷) سنس کے کرشمے

سنس کے دیکھو کرشمے کتنے ہیں آشکار
ناموسم آئیں ہندستان میں اک برس
اسرا کے ہیں یہ چار شہر فصلیہ
مگر ما کا فروزدی ہو اور اردی بہشت
مبارش امرداد اور شہر شہر تہور
بے جب گرما کا موسم تیز تر ہوا قباب
ت گرمی تمازت سنس کی یہ رنگ لاک
پسے اُس کی ہوا گرم کو جھونک جلیں
بخاراتی پش پانی کی بادل میں بھر
بخارات زمیں باہم تصادم کر کرں
رف کالی گھٹا گھٹا کھو ہر چھائی ہو
جو گرے نہ برے سب کو یہ معلوم ہے
ت غری سے ہمیشہ ابر کے لکھے اٹھیں
مبارش کا ہو آغاز جس تانیخ سے
سری شہر امرداد و سنہ فصلی یقین

ایک موسم سے ہو پیدا دوسرا موسم بکار
سال کے بارہ مہینے سنس موسم کے چار
آذر و دی بعد اسکے بہن واسفندیار
بعدہ خرداد و شہر تیر آئے دلفگار
تہر و آبان پر ہو ختم سال فصلی خوشگوار
حدت ارضی کو گرما دیے نظر سے ایکبار
ماد گیتی زمین تب کر نکالے جب بخار
ابر بن جائیں بخارات زمین ناپائدار
ہو ہوا پانی تو پانی ہو ہوا اٹھے غبار
برق چمکے اور کر کے اور تر پے بقیار
ابر کے لکھے پہ لکھے ہے ہیں بے شمار
جو نہ گرے بس وہی برے مثل ہے آشکار
گوشہ غری جنوبی سری ہو بارش زوردار
ذیل میں سن لیجئے اُس کا یہاں تفصیل دار
کارتی مرگ آئے از نجوم روزگار

لی یہ تاثیر بڑی تنکار ہے جو خشک تر
 درخود ہو جائیں پیدا سینکڑوں اشیا
 بننے کو بھی ہوں پیدا پر نشانی تو کی
 بیتیاں ساری ہری ہوں پڑتی ہیں خشک
 یہ بھی فصل خریف اس میں ہو جب پیدا نواج
 نثر بارش سجدت میں نہیں کے ہومی
 ہم سرما کا ہوا غار سردی پہ نہ دکھائے
 میں بھی پیدا ہو غلہ ہے یہی فصل ربیع
 یہ صحت بخش موسم۔ گردشِ فنون ہو بہت
 نہ رفتہ حدتِ ارض و سما سے خشک ہو
 مگر مادہ ہی پھر آگیا تپتا ہوا
 نہ رفتہ جب نہ حدتِ ارض میں باقی رہے
 سی جیسی حدتِ ارضی میں ہوتی ہے کمی
 رہے یونہی زمیں جب شمس سے نزدیک تر
 بقصادم سے کسی کے یہ زمین پاش پاش
 نس سے ثابت ہوا قولِ قرآن حکیم
 یہی احکام قرآنی کہ روز آخری

پھٹ نہ ٹوٹے بلکہ وہ ہونم مثل شاخِ زنا
 ماتے محفوظ تھے جنکے زمیں پر بے شمار
 بنکے پروانہ چراغوں پر جلیں لاکھوں ار
 تخم ریزی کھیتی نہیں کر رہے ہیں کاشتکار
 ہم کو غلہ اور ترکاری ملے ہر اعتبار
 سرد تر ہو جائے جب ساری زمین سبزہ زار
 ہے بہت پیارا یہ موسم ہے یہی فصل بہار
 سیوہ کھانے کو ملے ہو کاشت پنبہ یا جوار
 چست و چالاک ہو پیدا درہوب انتشار
 وہ رطوبت جس کا دورہ تھا زمیں پر ناگوار
 ہے یہی رفتارِ عالم دیکھئے لیلِ نہار
 پھر نہ لائے تاجتِ شمس کی یہ زمینہار
 ویسے ویسے ہو رہا ہے قربِ شمس تا بدار
 جذبے جائے اُسی میں اور کبھرے تا تار
 جب بھی اجزا لطیف اُسکی کھینچتا شمس تار
 ایک دن آنا قیامت کا ہے برحق برقرار
 آئیں گے سریر ہمارے آفتاب تا بدار

جیسے جیسے سائنس کو ہوگی ترقی بالیقین ویسے ویسے ہوگی اسلامی وحدۂ آشکار

(۸) غضب و عفو

ہے ذاتِ خدا۔ ادھما اُس کے بیشتر
 نا بھی قوت نہیں جس میں اُس کا غل ہو
 ہر قوت سے قوت اُس نے دی انسان کو
 تہ قوت کے دیا علم و عمل پر قدرت
 خدا قہار یا غفار ہے وہ بالصف
 عفت اللہ کی انسان کر گیا اختیار
 صفت اللہ کی قہر و غضب انسانیں
 رحیم و پاک کا اُس پر نہ ہو رحم و کرم
 صفت اللہ کی رحم و کرم انسانیں
 صاف آں ہیں اللہ صیحب المحسنین
 بہتر ہے زیادہ از حصول انتقام
 کا بدل نیکی اور بدیوں کا بدی

ہر صفت نام اُس کا ہو رہا ہے جلوہ گر
 ہے اُسی نسبت ہر اک نام اُس کا بسر
 اشرف المخلوق دنیا میں نہ کیونکر ہو بشر
 کر دیا ہر اک بشر کو نیک و بد کا مقتدر
 قہر وہ نازل کرے یا بخشد مدد وہ رحم کر
 ہو رہی لائق اُسی کے دو جہاں میں بسر
 جو کرے اس میں غلو پاتا رہی اس سے فر
 رحم جو کرتا نہیں اللہ کی مخلوق پر
 جو کرے اس میں غلو اُس پر ہو جنت کی نظر
 جائیگا احسان کا بدلہ نہ خالی بسر
 جس سے ہو اللہ خوش پس وہ رہی پیش نظر
 جو کرے جیسے ویسا اس سے پختہ ثمر

گنہگار از گندم برود جوز جو سعدی بگفت
از مرکباتِ عمل غافل مشوئے خوش سیر

(۹) اسماء الہی بمعنی

اسم ذات اللہ ایک۔ اور۔ اسماء صفات لا تعدو

م رب سے شروع بسم اللہ	ہے وہ رحمن اور رحیم بڑا
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ	نہیں معبود کوئی اُس کے سوا
ہے نہ اور کوئی نہ اُس کا پدر	کوئی اُس کا نہیں زن و بیچہ
ہے احد اور ہے وہی واحد	لا تُقِ حَمْدُہ حمد بڑا
اجد دائم الوجود مجید	ہے وہ ماجد بزرگیوں والا
ہے عظیم و کبیر اُس کا نام	صاحب عظمت و بزرگ بڑا
ہے وہی رافع و رافع الشان	ذات اُس کی ہے ارفع و اعلیٰ
ہے بدیع و وحد اُسی کا نام	ہے وہ بے مثل و بے نیاز بڑا
ہے ولی و علی و متعالی	موس اور اُسکی شان ہے اعلیٰ
ہے مقدم وہ اور مؤخر وہ	اول۔ آخر۔ وہی ہے بے ہمتا

وہی قائم رہے وہی باقی
 وہی ظاہر ہے اور وہی باطن
 پاک قدوس و طاہر و ستوج
 نور ہی نور پاک ہے سبحاں
 ہے وہ خالق اُسی کی سب خلقت
 ہے وہ حنان و حی رہے زندہ
 ابتدا اُس نے کی وہ ہے مبدی
 ہے وہ باری موصوّر عالم
 اُس کی حکمت کے آگے پہنچ بشر
 وسعت اقتدار اُس کا وسیع
 مالک الملک ذو الجلال و کرم
 ذرّہ ذرّہ کا ہے وہی وارث
 ہے ملک اور ہے وہی دانی
 ہے غنی۔ اور مغنی و منعم
 مقتدر اور قدیر اور قادر
 ہے حکم اور عدل اور عادل
 ہے وہ محضی۔ علیم اور شہید
 ہے وہ قیوم و باقی و کیست
 ہے وہی جامع الکمال بڑا
 ہے منزہ لطیف پاکیزہ
 شش جہت میں اُسی کا ہے جلوہ
 ہے حمیت اور مارنے والا
 وہی باعث۔ نحمی کرے زندہ
 ہے اعادہ معید کا پختہ
 موجد و صورت آفریں سب کا
 ہے حکیم اور حاکم الحکما
 ہے وہ واسع وسیع تر رتبہ
 ہے وہ ربّ جلیل ذی رتبہ
 اور مالک ہے سارے عالم کا
 ہے قوی اُس کی قوت اعلیٰ
 نعمتوں اور غنا کا بخشندہ
 اقتدار وسیع تر اُس کا
 مقسط و ارگر ہے نصفت کا
 جانتا اور ہے گواہ بڑا

۱۔ سمیع و بصیر اور خیر
 الغیب اور ہے ستار
 متین اور ہے حکیم وہی
 وہ شاکر شکور اور صبور
 وہ رحمن۔ رحیم اور کریم۔
 غور اور ہے وہی غفار
 کی توبہ قبول کرتا ہے۔
 احسن اور بڑا ہے شفیق
 دیتا ہے سب کو وہ رزاق
 میل و کفیل اور مقیت
 ہ۔ منان و مومن ایمان
 حب و ودود اور عزیز
 کے در فتوح کا فتاح
 وہی حافظ اور حفیظ وہی
 ہادی و رشید ہے وہ
 ہ۔ جبار صاحب جبروت
 ہے وہ رقیب ہے وہ
 سننا اور دیکھنا خبر رکھتا
 جانکر بھی چھپائے غیب ترا
 ہے متانت میں حلم میں ادلی
 ضمیر میں شکر میں ہے وہ کیتا
 مہربان و رحیم و بخشنده
 مغفرت۔ عفو اُس کا ہے شیوہ
 ہے وہ تو آب اور مجیب دعا
 وہ ہے البر و الرؤف بڑا
 ہے وہ رب سب کو پالنے والا
 دیتا قوت وہی ہے سرتاپا
 امن کا اور امان کا بخشنده
 ہے سلام و سلامتی والا
 وہی و ہاب ہے بڑا داتا
 ہے ہمن نگا ہسان بڑا
 حق وہ برحق ہے۔ اور ہے سچا
 ہے وہ قہار اُس کا قہر بڑا
 اپنا ہمسرہ دیکھے اپنے سوا

شرک سے کفر و بد عملیوں سے ہے وہ مانع ممانعت کرتا
 ہے حبیب اور منتقم ہے وہ لے حساب اور اُس کا دے بدلہ
 ہے وہ رافع دہندہ رافت ہے وہ خافض دہندہ پستی کا
 ہے وہ نافع بڑا دہندہ نفع خنار ہے وہ ضرر رسانندہ
 ہے وہ باسط فراخ روزی دے وہی قابض ہے تنگ روزی کا
 لمعز دینے والا عزت کا اَلْمَلٰٓئِکَہ دینے والا ذلت کا
 ماحد کے اور اُس کے صفات اور ہیں بے شمار اُس کے سوا
 نے یہ رہ بتائی ہے سیدھی اور ہے جو ہمارا راہنما
 ہے محمد نبی رسول اللہ ہے درود و سلام اُن پہ بجا
 الہی بحق ختم رسل ویسے نصرت کی بس یہی دعا
 ہے کہ پیچانے کی قوت دے حسب تلقین بادشاہ ہدا۔

(۱۰) دعائے سورہ فاتحہ

وَحْدَ الْحَمْدِ لِلّٰہِ جو ہے رب العالمین ہے سہی تعریف زیبا بس اُسی کو یقین
 لِمَ دُنِیَا ہمیں اک بلکہ عالم اور بھی سائنس نے ظاہر کیا جو کہتا ہے قرآن وہی

وہ رحمن و رحیم ہے رحم والا وہ بڑا
 س سے ظاہر ہے دنیا ہوگی جذبِ آفتاب
 رہیں سب کی عبادت لیں اسی کریمِ مدد
 اللہ العالمین پہ محمد مصطفیٰ
 نہ انکا دکھا جن کو تری نعمت ملی
 رہ نہ ان کی تو دکھا جن کو ضلالت نے دی
 مالک روز قیامت مالک روز جزا
 ہے وہی پیشین گوئی ہے وہی روزِ حشا
 وہ دکھائے راہ سیدھی مستقیم و مستند
 فضل سے اپنے دکھا دے ہم کو یہ صفا
 رہ نہ ان کی تو دکھا جن کو ضلالت نے دی

ایں دعا از من از جملہ جہاں آمین باد
 نصرتِ عاصی کو بھی تو بخش یا رب العباد

دعا حصولِ ارین

(۱۱)

الہی بحق رسولِ کریم
 کہ جس سے ملے دین دنیا ہیں
 دکھا ہم کو تو راہِ اک مستقیم
 توئی الرحمن الراحمین و رحیم

(۱۲) اسماء سرکارِ دو عالم یا معنی

وحدت و نبوت کا لازم و ملزوم ہونا

لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ذَا اسْتِ كَبْرِيَا ہے نہیں مہبود کوئی ایک اللہ کوسوا
 قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ۔ لَارِيبَ۔ اللَّهُ الْقَدُّ کہہ دو اللہ ایک ہے بے احتیاج ہر وہ بڑا
 لَمْ يَلِدْ۔ يَمْشِكْ۔ وَلَمْ يُولَدْ اُسکی ذات ہے نہ ہمسرا۔ نہ یکن۔ اُسکا۔ نہ کفو۔ احد
 ہے نہ ہمسر۔ نہ یکن۔ اُسکا۔ نہ کفو۔ احد
 ہر شے کا پتہ پتہ ساخت میں سب سے الگ اُسکی وحدت کا ہر آئینہ مجلاً با صفا
 خالق اکبر نے ہر اک شے بنائی لا جزا جس کو دیکھو وہ بجائے خود ہر اور سے جدا
 دوسروں کو دیکھتے ہو کیا کرو تو دیر نظر صورت و سیرت وغیرہ میں سہمی کر ہو جدا
 ذات باری ایک ہر اوصاف اُسکے لا تعد اُس کی ہر قوت صفت۔ ہر نام کی نظر ہر
 اپنی ہر قوت قوت اُس نے دی انسان کو ساتھ اس کے مقتدر عظم عمل پر گردیا
 اُس امانت سے ہو تم پر عیاں پودہ بق چاہتے جو کچھ ہو حاصل کرتے ہو وہ بر ملا
 یہ فضیلت بھی خدا نے کی عطا انسان کو اُن کے باہم کام میں تقسیم کر دی ماسوا

۱۔ دیکھو نظم نمبر ۸، غضب و عفو اور نظم نمبر ۹، اسماء الہی۔

۲۔ دیکھو نظم نمبر ۳۶، قوت انسانی۔ اور دیکھو نظم نمبر ۸، غضب و عفو۔

انسان صورتوں میں متعین ہیں لگ
 لائق جسکو سمجھا۔ اسکو وہ بخشا دے
 ہا اک طبقہ ہدایت کیلئے پایا ظہور
 اعمال نیکی و بدی کا ہر بشر
 دو مختاریاں مخلوق دیگر کو کہاں
 کے انسان کو اما کر کے خود مختار کل
 فضا میں ہیں سہی محفوظ نیکی و بدی
 ت مادی کام آئیگی اک دن ضرور
 نبیہ میں فزوں پرش بھی اُس ہو فزوں
 ہے خدا نامنصف و بیدا و گر
 آئے ہدایت کے لئے انسان جو
 وراں سے افضل انبیاء پیدا ہو
 کا حکم ہو ہو چکا بندوں تک سے
 اک امتیاز خاص ہے بے شبہ و شک
 مدت کا دیکھو ہے نبوت بالیقین
 ویسے ہر اک کام میں بھی طبقہ طبقہ ہے جدا
 جو طبیعت کی لگاؤ اس کا دیتی ہے پتہ
 اور یہ طبقہ سہی سے اس لئے افضل ہوا
 ہے لیکن ذمہ دار اپنے تمام افعال کا
 اس لئے حق کا خلیفہ ہم کو کہنا ہے بجا
 بے ہدایت چھوڑ دی کیونکر اسے ربِ علا
 جنبہ ہیں ہوتا عبت ہر کام قدرت کسدا
 نامہ اعمال سب کھل جائیگا روز جزا
 پرش نیکی بدی سے ہو بشر کیوں کر رہا
 ہم رہے دنیا میں جہتک کچھ پایا راستہ
 ان میں بھی اک امتیاز اللہ نے پیدا کیا
 جن کو اللہ تعلق راست حاصل ہو گیا
 انبیاء کا کام ہے سیدھا بتائیں راستہ
 سنئے اسکو گوش دل سے شک نہیں ہیں ذرا
 لازم و ملزوم قدرت ہی نے دونوں کو رکھا

بھیو نظم نمبر (۲) دین فطرت۔

۱۵۔ دیکھو نظم نمبر (۲۶) قوت انسان و نظم نمبر (۲۷) راہ طریقت۔

یہ وحدت کا تقاضہ جیسے اللہ ایک ہے
 سا و آخر وہی ہو۔ خاتم پیغمبر ال
 ن ہے انسان ایسا بزرگوار و مہتمم
 ہے اوصاف ظاہر آپ ہی کے نام سے
 محمد بن عبد اللہ بن مرسل
 حجازی دقیشی و تہامی العرب
 بنی ہاشم بن عبد مناف کے نسل سے
 و مختار افضل بنیک محمد و ورثہ
 طے و محتسب وہ منتخب انسان ہے
 آدمی پڑھا لکھا کسی سے بھی نہیں
 آدمی ہو کے پھر عالم کا ہونا و کمال
 بیوں ہی بالآخر کلام آں کلیم
 مانہ کے مطابق ان کے لقب ال
 و آخر وہی ہے ظاہر و باطن وہی
 سابق آسمانی ہر کتب میں بالضرور
 ویسے اس انسان میں بھی اک ہوصد الانبیا
 اور وہ انسان کامل ہو تمام اوصاف کا
 نام ہے جس کا محمد مصطفیٰ اصل علیہ
 جو صفت آئی نظر وہ نام قائم ہو گیا
 ابن ہاشم جد مفر ابن نزار یا صفا
 بنی ہاشم مدینہ منورہ مدفن بنا
 ہے محمد نام روشن صاحب حمد و ثنا
 نام حامد۔ حمد خالق۔ کریم والا وہ بڑا
 مرتضیٰ ہے برگزیدہ اور پسندیدہ بڑا
 تھے تنہا ایسے کہ سر پر باپ کا سایہ تھا
 اور پھر عالم بھی وہ سب عالموں کا پیشوا
 دیکھ لیجئے آسمانی ہر کتب کو بر ملا
 یہ نشانی ہے نبوت کی۔ یہ ہے اک معجزا
 سابق و عاقب وہی پہلے سے جس کا نام تھا
 آپ کے تشریف لانے کا ہوا ہر تہذیب و تمدن

دیکھو مدس نمبر (۲۳) عروج و زوال اسلام۔

دیکھو نظم نمبر (۲۲) مختصر حالات انسان برگزیدہ۔

تھے فصیح اور بلیغ ایسے بلاغت جس ختم
 آپؐ تھے۔ برائے جنت جسکی قطعی قطعی سدا
 تھے نہیں ایسے کہ شن انکا ہر اک مسئلہ
 تھے خطیب اسکو کہ ہے کہ مشہور خطیب آپ کا
 کیسی کیسی بات حکمت کی بتائی واہ وا
 آپ حافظ تھے کلام اللہ سارا حفظ تھا
 یا کبھی تم حق نے پاک قرآن میں کہا
 تھے مطیع اللہ خلیل اللہ حبیب کبریا
 آپ ہی کی ذات نے اسلام کو زندہ کیا
 شرق سے لے غرب تک اسلام قائم ہو گیا
 جس نے ڈنکا چار سو توحید کا بجوا دیا
 تہ عالم وہی ہے اور آنام دو سرا
 دی بشارت جس نے بخشش کی بشیر رہنا
 ہے جو نہ اُس نے روکا ہم کو بدیوں سدا
 بھولکر پہنا نہ حضرت نے لباسِ فاخرہ
 ہے منزل اور مدثر اس لئے نام آپکا
 تھے امین ایسے بھر و سر جنبہ غیروں کو رہا
 امین

ختم فصیح اور بلیغ ایسے بلاغت جس ختم
 آپؐ تھے۔ برائے جنت جسکی قطعی قطعی سدا
 تھے نہیں ایسے کہ شن انکا ہر اک مسئلہ
 تھے خطیب اسکو کہ ہے کہ مشہور خطیب آپ کا
 کیسی کیسی بات حکمت کی بتائی واہ وا
 آپ حافظ تھے کلام اللہ سارا حفظ تھا
 یا کبھی تم حق نے پاک قرآن میں کہا
 تھے مطیع اللہ خلیل اللہ حبیب کبریا
 آپ ہی کی ذات نے اسلام کو زندہ کیا
 شرق سے لے غرب تک اسلام قائم ہو گیا
 جس نے ڈنکا چار سو توحید کا بجوا دیا
 تہ عالم وہی ہے اور آنام دو سرا
 دی بشارت جس نے بخشش کی بشیر رہنا
 ہے جو نہ اُس نے روکا ہم کو بدیوں سدا
 بھولکر پہنا نہ حضرت نے لباسِ فاخرہ
 ہے منزل اور مدثر اس لئے نام آپکا
 تھے امین ایسے بھر و سر جنبہ غیروں کو رہا
 امین

(۱۳) کلمہ طیب

اِلٰهَ غَيْرِ - اِلَّا اللّٰهُ ذَاتِ کِبَرِا ہیں رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی علی
میں یا دِحق رہی لب پر یہی کلمہ ہے یا محمد یا محمد یا محمد مصطفیٰ

(۱۴) ولہ

کلمہ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہیں محمد رسول حق آگاہ
ہے یہ کلمہ کلیدِ راہِ نجات ہے خدا اور ہے رسول گواہ
گردِ بیند بروزِ شہرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

(۱۵) دعائیات

نی تو بخشنده خاص و عام منم عاصی پر خط لاکلام
ن و بخش و بخش و بخش بحق محمد علیہ السلام

(۱۶) ولہ

ایا پیے بادشاہ حجاز بکن فضل وہم عافیت سرفراز
کارم و منفعل از گناہ رحیم و کریم و تو فقط نواز

(۱۷) ولہ

پاک کرم کن کرم و فضل کرم پئے محمد خیر الورا شفیع اہم
بوسے و میلے میں بدامرا بد از گناہ و خطا منفعل عصیانم

(۱۸) ولہ

پاک زبا رکنہ پریشانم سیاہ کار و خطا و ار از گنہ خجلم
بہر محمد نبی و آل نبی بہ در گہت منم اسید و ارضل کرم

(۱۹) ولہ

پئے اولیا بے کرام کہ با نخیز کن خاتمہ و السلام
ن و علی و بتول حسین و حسن تا بہ مہدی امام

(۲۰) ولہ

الہی مجھ کو نہ توحب مال و دولت و نہ جب جاہ و چشم دے نہ شہرت و
جو دے تو مجھ کو بھی دے نہال مجھ کو کر خدا کی اور محمدؐ کی بس محبت دے

(۲۱) نعت

یانبی ہے دو جہاں میں بادشاہت آپ کی
یا محمدؐ مصطفیٰ ختمِ رسل خیر البشر
سورت و ایل و زلفِ معنبر مویہ ہو
دوستوں سے لطف دشمن سے مدارِ سرور
یا محمدؐ بس تمنا عاصیوں کی ہے یہی
صورتِ زیبا دکھا دو یا نبیؐ بہر خدا
ہے گھٹا عصیاں کی سرِ عاصیوں کی نبی
حشر میرا زبرد اسن آپ کے ہو یا نبی
عاصیوں پر ہو نزولِ جہت پروردگار
فلکِ بخشش کیا بھلا ہوا مستِ مرحوم کو
حضرتِ رضوان ہوں میں یوانہ کوئی نبی
اور ہر ساری خدائی میں حکومت آپ کی
مرحبا صل علیٰ ہر عام شہرت آپ کی
سورت و الشمس و اللہ صوت آپ کی
خلق یہ تھا آپ کا یہ تھی مروت آپ کی
دیکھ میں آنکھوں کے پیو آ کے تربت آپ کی
اب نہیں باقی رہی ہر تافہ قت آپ کی
بس چمک جاؤا برقِ شفاعت آپ کی
چاہئے مجھ کو شہدین بس طلیت آپ کی
ہو شفاعت یا نبیؐ روزِ قیامت آپ کی
روزِ محشر و معونہ لیگی خود شفاعت آپ کی
ہو مبارک آپ ہی کو سیرِ جنت آپ کی

یا شفیع المذنبین گاہے نظر برسن فکرن حال پر میرے موصوفی سی عنایت آپ کی
ہے یہ نصرت کی تمنا وقت آخر یا نبی
لا الہ لب پہ ہودل میں محبت آپ کی

×

(۲۲) مختصر حالات انبیاءؑ برگزیدہ

ہے نہیں معبود کوئی ایک اللہ کے سوا
آپ پر نازل ہوا ہے جو کہ قرآن شریف
آج تیرہ سو برس سے رہنمائے خلق ہے
وہ زمانہ تھا جہالت کا بہت تاریک و
بھیکر حضرت کو امتی آزمائش کیلئے
یا کہا حق نے انجیل بہ توریت و زبور
ہی حق سے حضرت نے کہا جب فی اللہ
شالاً قصہ پیغمبر ایں از حکم حق
وہی مذکور ہیں اے قصص میں
تو گزریں ہیں پیغمبر ایک لک اسی ہزار

ہیں محمد مصطفیٰ برحق رسول کبریا
دیکھ لو اسکو کہ یہ ہے ایک زندہ معجزا
ہر زمانہ سے مطابق اس کل ہر اک مسئلہ
تھی طباعت اور نہ چرچا علم کا تھا جا بجا
پوچھتے تھے آکے یہ علماء و دین سابقہ
اُس فلاں قصہ کا کچھ کہئے اسی دم جا
پوچھنے والا ہوا قائل بلا چون و چرا
آپ نے اکثر کہا ہے بر سبیل تذکرہ
ما سبق کی اُن کتابوں میں جن کا مابرا
انہیں جن کا مابرا پوچھا کسی نے تو کہا

سات انہیں بگزیدہ۔ چار ان میں کتاب
اک یا ضی ال بڑے استاد کا یہ قول ہے
ابتداء دور گردوں تباہ دور مصطفیٰ
از نمود ارض چوں شد سالہا دو ہزار
دیکھو اپنے کو یا نساں ایک مشت خاک ہے
خاک کا پتلا بنا کر اس کو وہ بخشا عروج
فطرۃ لیکن بشر ہے پر خطا و مصیبت
بوالبشر آدم تھے جنت میں بہت آرام سے
آئے دنیا میں سزاؤ آدم و حوا نخل
آخر شاکی خطا بخشی ہوئی دونوں نے
اس لئے قبل از بنا کعبہ سب اقوام میں
آدم و حوا ملے جب نسل دنیا میں بنی
ابن آدم ایک قابیل اور اکابیل تھے
تھے بڑے قابیل اور ابیل نے خور دتھے
چشم قاتل میں ہی تصویر مقتول حزنیں
دافعات قتل آنکھوں میں ہر آنکھوں پہر

موسے و داؤد و عیسیٰ اور محمد مصطفیٰ
جس گنتی میں نہ مانہ کا یہ ملتا ہے پتہ
یک عرب نوسی کرد روی و سہ لک لہا
آدم و ہوا بیا مدبر زمین از خوش ہوا
خاک ہی کے اصل جوہر ہوئی اسکی بننا
اشرف مخلوق عالم اس کو اللہ نے کیا
اس خطا کاری کی آدم سے ہوئی ہے ابتدا
طاعت حق چھوٹے یہ ملی ان کو سزا
مدتوں پھرتے رہی اک و سہ سے ہو جدا
کعبۃ اللہ کے قرین بر کوہ عرفات علما
یہ مقام کعبۃ اللہ اک ستیش گاہ تھا
ہو گیا آپس میں جج راکب سے اک بر ملا
ان میں جھگڑا ہو گئی آپس میں جھگڑا ہو گیا
خور و کو مارا بڑے نے خور و خر مر گیا
اُس تڑپ کر جان دینے کا رہا نقشہ بچا
خون ناحق دیکھنا خالی نہ ہرگز جایر گا

لہر مکہ منظر سے جانب شمال جبل عرفات کو کوس پر واقع ہے۔

کر کے جب ہو اقاتل پشیمان و خجل
 ابن تحصیر نہ نکلی تھی اُسی پتھر کو لے
 اُس سنگ کو روتا اُسی کے سامنے
 مگر کرنے لگے سبجہ و اسکی اتباع
 تا آغاز دنیا میں ہوا اس طور سے
 پیغمبر نے آکر کی بہت کچھ کوششیں
 رکونی نصیحت جب نہیں اُنکی ہوئی
 رو پیچا ہ روز و شب ہی جہنم کی جھڑ
 چپہ بھڑ میں تھی نام کو باقی نہیں
 وقاب دنیا نوح کے طوفان میں
 ہر لائے تھی جو ایمان وہ ہشتاد و تھے
 شتی کا خدا ہونا خدا کیا خوف ہے
 ہلایا پانی تو اندر سے نکل آئے پہاڑ
 ہزار شش صد و دوست و دو گشت
 ہاں نوح کی اولاد بھیلی اس لئے
 پھر ہوا مردہ پرستی کا رواج
 یہ کی اس میں جب نہیں کچھ بھی چلی

اُس فحالت کے مٹانیکا یہ سو جھار استہ
 نامزد اُس سے کیا سرور آنکھوں پر رکھا
 اپنی سب تقصیر کی اُس سے معافی چاہتا
 جو کوئی مرتا تو بت بجاتا اُس کے نام کا
 بت پرستی کا رہا دس پشت تک سلسلہ
 تاکہ چھوڑیں بت پرستی پائیں سب خدا
 قہر سے اللہ کے طوفان پانی کو ہوا
 زور تھا بارش کا ایسا تھی نہ جسکی انتہا
 شرق سے لے غرب تک پانی اُسٹڈر لگیا
 نوح کا فرزند اکم تد تھا وہ بھی مر گیا
 نوح کی کشتی میں جو بیٹھا وہی زندہ رہا
 موج و گرداب بلا سے پار بیڑا ہو گیا
 ہو کے ناہموار نکلی یہ زمین ہر ایک جا
 دورِ آدم تا بدورِ نوح سلطان ہدا
 آدم ثانی لقب ہے نوح حق آگاہ کا
 پھر دوبارہ بت پرستی چھا گئی بے انتہا
 آندہ یوں سے ہو گیا برباد خط ملک کا

اس پر بھی مانا نہیں تو پھر نصیحت کیلئے
 دودھ والی اونٹنی ان سے طلب کی قوم نے
 حکیم حق سے دودھ والی اونٹنی ان کو ملے
 جس سے آیا زلزلہ اور سینکڑوں جانیں گئیں
 یاد نہ شد ادھتھا اُس نے بنایا باغ اک
 سیم وز کی خشت سے تیار کی اسکی فصل
 تھا زمر دیوش سر تا پا ہر اک اُس میں خشت
 موتیوں کو تیا بٹمو گرے کی تھی بہار
 تھی جڑادی زیچ کی بارہ دری آئین ہی
 تھا کہیں باقی نہیں رہتی برابر سیم وز
 کانپ اٹھے آسمان مظلوم کی اک آہ سے
 ظلم کا نکلا نتیجہ جب ہوا تیار باغ
 ہائے ناکامی قسمت موت بھی آئی کہاں
 دیکھنے پایا نہ تھا ایسا ہوا اک زلزلہ
 باوجود اس کے نہ جگنا تھا نہ جاگا قوم نے
 سستاروں کے اثر سے کچھ جو واقف ہو گئے
 بت پرستی اور سیارہ پرستی میں تھے سب

آئے اک صلح پیمبر از رو صدق و صفا
 اور کہا سچے اگر ہو یہ دکھا دو معجزا
 جسکی کچھ پروانہ کی اور کاٹ سکو کھالیا
 جسکے منجملہ ہوا ہے ایک یہ بھی ساخہ
 نام جنت اُس کا رکھا اور کیا آراستہ
 ریگ کے بدلے بچھا سب ریزہ الماس تھا
 لعل اور یاقوت کے پھولوں کا تھا تختہ لگا
 نسیم و پیکہ راج سے سون بنی چمپا کھلا
 رنگٹے رنگ کے اس میں حج اہر بے بہا
 جس کیسے پاس جو کچھ تھا وہ جبر لے لیا
 جائیگا خالی نہیں ظالم کا ظلم ناروا
 دیکھنے اُس باغ کو شد اور خج شمش جلا
 اک قدم اندر تو باہر اک قدم اُس کا رہا
 دفن دونوں ہو گئے باغ اور بانی باغ کا
 بلکہ پہلے سے زیادہ کفر میں ہو مبتلا
 سات سیاروں کے پوجہ کی ہوئی بس ابتدا
 تھا کوئی رمال رجا دیں کوئی اُستاد تھا

نام اللہ کا نہ بھولے سچ بھی لیتا تھا کوئی
 قبل عیسیٰ آبت و دو وصل یحییٰ ہوا
 شہر بابل اک ہوا تیار نزدیک فرات
 جس کی مستحکم عمارات بلند و خوشنما
 تھی وہ آبادی بڑی انسان پینچا ہلک
 پادشہ اُن کا تھا اک و جس کا نام تھا
 اُس کا دعویٰ تھا خدا ہوں اور میں معبود ہوں
 گا ہن و جادو گر و مال حاضر فرات دن
 شہر بابل کا یہ قصہ شہرہ آفاق ہے
 و فرشتوں کا تھا دعویٰ ہم نہ بہکینگے کبھی
 خادماں نسخ و فوج اور تھیں بڑی عیاشیاں
 یھو کہ اُس کو ہوئے دونوں فرشتے میقرار
 لیے مئے وہ جب ہوئے قتل و زنا کے مرکب
 اب اک نمودنے دیکھا۔ ملی تعبیر یہ
 بنا نمودنے یہ کی منادی۔ اک کس
 بھی پیدا وہ ہوا۔ رمالیوں نے دی خبر
 ان اس تدبیر پر تقدیر خندہ زن ہوئی
 ابراہیم تھا جن کو ملی پیغمبری
 بتخانہ بڑا تھا تین سو پرانہ پرت
 دن سبکی نظر سے بچ کے ابراہیم نے
 حق پرست و بت شکن اس سال پیدا ہو گیا
 ہو نہ ہمبستر کسی عورت و مرد اس قوم کا
 قتل تو زائید گاں کا حکم نمودی ہوا
 بت تراش آذر کا وہ فرزند پوشیدہ پلا
 کی ہدایت اپنے لیکن نہیں مانا کہا
 اس میں تھے گو یا ہر اک دن کا الگ اک خدا
 توڑے بت۔ ہاتھ میں تیشہ برکت کر دیا

اُن کی جب پوچھا تو بولے مجھے کیا چاہتے
 دوسرے کو دخل جب اک کی مشیت پہنچ
 اُس نے شائد ریت نہ توڑا ہو کہیں
 اُن کے یہ بے کہا بت بھی بھلا دیکھا جواب
 قابلیت بات کر نیکی بھی جس میں نہ ہو
 اس دلیل مستند کو بھی نہیں مانا کوئی
 آگ کا اک ڈھیر روشن ہو گیا شعلہ فشاں
 شان حق دیکھو ہوئی وہ آگ گلزارِ ام
 اُن جن میں جن سے محفوظ ابراہیم تھے
 کوئی جادو گر کہا۔ کوئی ہندو سنا کہ
 آگ نے یہ گل کھلایا جب نظر آیا یہ
 بے محابہ دخترِ نرود کو دی آگ میں
 دخترِ نرود کے غم کی بنا ہوئی ہوئی
 جب نصیحت بے اثر نرود کے آگ ہوئی
 جس کے کاٹے کی دوا جزو بس کچھ بھی تھی
 رکود ہنسا تھا کبھی سر کو ٹپکتا تھا بھی
 نصیحتیں خلیل اللہ ابراہیم کی دو بیبیاں
 وہ خدا کی ہو جو ہمدرد سدا دیکھے خدا
 پھر نہ کیوں پسین جھکڑا ہو خدا و نکا بھلا
 پوچھ لو اُس سے جو بیٹھا سامنے نیشہ لیا
 آپ نے اس پر کہا۔ پھر غور تو کیجئے ذرا
 جسکی خلقت آپ نے کی پھر وہی خالق ہو کیا
 بت شکن حکم نرود سے پانی یہ سزا
 اُس میں گہین سے خلیل اللہ کو پھینکا گیا
 سامنے تھی آگ۔ اندر باغ اکٹ بھولا بھلا
 دیکھنے والوں کو حیرت تھی کہ کیا ہے جبر
 جب نہیں کی عقل نے کچھ رہنمائی بر ملا
 بعض نے آتش پرستی کا سبق اس سے لیا
 اور شریکِ حال حضرت ہو رہی وہ اکیلا
 مدتوں سر پر اوڑھ کر خاک رُوک اشقیا
 تھر سے اللہ کے اُترا چھروں کا قافلہ
 اس کے کاٹے کی ہوا نرود کو یہ عارضہ
 سر ٹپکتا رہ گیا اور سر ٹپک کر مر گیا
 ایک سارہ دوسری بی بی جنابِ حاجرہ

تھے ذبیحہ اسماعیل جبر مصطفیٰ
 حضرت ابراہیمؑ کی مجبور یوں نے یہ کیا
 چھوڑ کر آئے وہاں جس جگہ کعبہ بنا
 بوند بھریانی ملے اطراف میں مگن نہ تھا
 آج تک اس جاطر لقمہ ہے ہی جحان کا
 ہو کے داپس اس جگہ دیکھا یہ طرفہ ماجرا
 طفل کے پیوں کر گڑے سردان چشمہ ہوا
 جس سے ہیں انسان حیران سیرتار و زجزا
 دس برس کے بعد ابراہیمؑ کا آنا ہوا
 کر دوا سمعیل کو قربان در راہ خدا
 لگئے جنگل میں راضی بر رضا کے کبریا
 عین وقت فرج اسماعیل آئی یہ ندا
 اسکے بدلہ میں کرہ قربان اک دنبہ بڑا
 عید قربان میں سہی کو حکم قربانی ہوا
 اپنے ہاتھوں خانہ کعبہ کی ڈالی بس بنا
 یا الہی رکھ اسے آباد و قائم دیر پا
 اک مری اولاد میں ایسا پیہر ہو بڑا

حاجرہ کے بطرح فرزند اک پیدا ہوئے
 شہ فراری کے زمانہ میں گذر آپ پر
 حاجرہ کو اور اسماعیل کو از حکم حق
 ریکھ میدان حق و حق نیکے نیکی زین
 حاجرہ ہو پیاس گیتابے دُرینِ نغت یار
 جس جگہ پر تھا لٹایا طفل اسماعیل کو
 تھا جہاں کو سول نہ پانی رحمت حق ہوا
 آبِ مزم ہے اُسید کا نام شہور جہاں
 دیکھ کر یانی وہاں آباد ہوئے لگے
 جب یہاں آئے تو دیکھا خوابِ ابراہیمؑ
 اس لئے فرزند کو قربان کر نیکی لئے
 بالرضا اپنے پسر کو جب بچھاڑا باپ نے
 امتحان دونوں کا تھا منظور بس چھوڑ
 حکم حق کی آپ نے تعمیل کی اس واسطے
 حکم سے اللہ کے ابراہیمؑ داسمعیل نے
 جب ہوا تیار کعبہ کر کے حج یہ کی دعا
 حق پرستوں کی عبادت گاہ یہ کعبہ ہے

پاساں کتبہ کا ہو راہ خدا سب کو بتا
 نام اُس کا تا ابد قائم ہے اُسے کبریا
 ہے دعائے حضرت ابراہیم ختم النبی
 نام جس کا ہے محمد مصطفیٰ مہمل علی
 بعد ابراہیم کے گذرے پیمبر اور بھی
 لوط واسکعل دا سعت نبی با خدا
 حضرت یعقوب و شاہ مصر یوسف امیر
 دور دنیا نوس کا فر قصہ اصحاب کعب
 نصیر فرعون سے یہ سلسلہ منظم ہے
 حضرت یوسف کی تعلیم تھی بھیلی ہوئی
 ہوتی کی سرپرست تسلیم دیتے تھے وہی
 بد یوسف جبکہ گذرے چار سو اوپر برس
 ک مشیر خاص تھا فرعون کا ہمان نام
 یہی تعلیم اُس نے بندہ کردی سرسرسر
 ردیامیدان خالی علم سے فضل سے
 دینکڑوں تیار کر کے بت بٹھای چار سو
 پرے دم سے بت پرستی و ہرجائی کی
 اُس نے میں ہوں خدا اتم سب کا میں ہوں
 ان کے مقابل ہوئی سجدہ کیا فرعون کو
 را خدا فی اس ذنون کے تھا حال یہ
 اس وقت یوسف کی کچھ کچھ باقی تھی ہوا
 اُس زمانہ کے ہر اک عالم کا یہ دستور تھا
 جس سے راہ حق کا باقی آزار تھا سلسلہ
 اک ہوا فرعون اول مصر کا فرمان روا
 تھا اُسی کا مشورہ فرعون نے جو کچھ کیا
 دین کا جو دسے سن قتل ہو یہ حکم تھا
 قتل چن چن کر کیا کوئی نہ جب عالم رہا
 جب جوع بت پرستی سب ہو اُس کہا
 اور وہی غالی تھوں کا جو پھر پیدا کیا
 ہے عباد و پیغمبری واجب میرا سجدہ ہر روز
 اس طریق سے بنا فرعون اُن سب کا خدا
 سابقہ پیغمبروں کی قوم کے افراد کا

کام جتنے تھے ذلیل و خوار سب ان کو ملے
 خواب اک فرعون کو کھنازیں تک نہ خفت
 کاہن و رمال نے اس خواب کی تعبیر دی
 جس سے ارباب متری ساری خدائی کا زوال
 جبنا فرعون نے یہ کی منادی راکٹس
 پھر بھی پیدا وہ ہوا۔ رمالیوں نے دی خبر
 لیک اس تدبیر پر تقدیر خندہ زن ہوئی
 خوف فرعون کے مارنے اس کچھ لوگ
 آسید مٹی زدہ فرعون اُس دم ہسر پر
 دیکھا اک صندوق بہتا آ رہا ہے سامنے
 دیکھا اُس صندوق میں ایک بچہ غور و
 جان کا خواہاں ہوا فرعون حائل ہوئی
 امتحان آگ اور یا قوت اک اک طشت میں
 امتحان میں جیتے پورا تو اس کی دعا بھی
 جس سے جانا وہ نہیں سہی۔ کوئی یہ اور ہے
 جتھوں اک مٹی دایا۔ انہیں کی مانجھیں
 دشمنوں میں نزد مادیر ہوئے پلک جواں

ظلم اسرائیلیوں پر جب بہت ہونے لگا
 آسمان پر جارا رہا ہے۔ زیر ہے خلق خدا
 حق پرستوں سے بنی اللہ پیدا ہو یگ
 کارگرد تہیر کوئی ہونہ کچھ پیش خدا
 ہونہ ہمبستر کسی عورت مرد اس قوم کا
 قتل نوزائیدگان کا حکم فرعونی ملا
 ایک فرزند حسین عمران کو پیدا ہوا
 بند کر صندوق میں۔ صندوق وہ سیلا دیا
 جو کہ پہر نیل کی وہ نہر جاری تھی سدا
 نہر سے اُس کو نکالا اور کھولا بر ملا
 تھی وہ لا اولاد خوش خوش بڑھے بچہ کو لیا
 منت و اصرار سے بچہ کو آخر لے لیا
 سامنے معصوم کے رکھا کہ یہ کرتا ہو کیا
 آگ کی معصوم نے منہ میں کھی بچھلا پڑا
 زوہ فرعون نے پالا انہیں اولاد سا
 جسے ندی میں کسی بچہ کو تھانسیلا دیا
 تھے یہی موسیٰ کلیم اللہ رسول کبریا

اک پرستار خدا کو مارتا ہے بے خطا
 ایک گھونٹ کھینچ کر ایسا دیا وہ مر گیا
 مصر سے بھاگے۔ گئے مدین۔ جہاں کچھ دم لیا
 ہشت سالہ نوکری پر پائیں زوجہ منہ لقا
 کی ادائی نہر کی۔ زوجہ ملی۔ اک پارسا
 راہ میں بی بی ہوئیں۔ بس دروازہ میں مبتلا
 شدت سردی سے بچنے آگ کا رجحان ہوا
 آگ روشن ہے وہاں۔ ہو ایک شعلہ آگ کا
 آگ لینے کو گئے حق نے پیمبر کر دیا
 دیکھ کر یہ طور پر موسیٰ کو سکتہ ہو گیا
 تو پیمبر آج سے میرا ہوا صد مر حبا
 اک عصابو ہاتھ سے چھوئیں ہوا کاش دہا
 تھا یہ بیضا۔ اندھیر میں وہی دیتا ضیا
 تھی زباں میں لگی لکنت۔ لگی باتوں میں مزا
 آپ کے بھائی بڑے ہارون جن کا نام تھا
 درمیاں اک ابر آتا۔ غیب سے آتی ندا
 لنترا نی۔ دیکھ سکتے تم نہیں۔ کہتا خدا

ہا اک دن ایک کفر کا بڑا ظلم و ستم
 اظلم دیکھ کر موسیٰ نے ظالم کو وہیں
 اس کے وہ نبی اللہ از خوف قصاص
 وہاں نوکر ہو اس شرط پر نزد شعیب
 تہ معبود کی اس گلہ بانی کے عوض
 اس کے جب وطن واپس چلے زوجہ کی تکتا
 ما اندھیری رات از بسن باد باران زور پر
 سے دیکھا تو کوہ طور پر آیا نظر۔
 ما خدا کے دین کا احوال ہوئی سے سنو
 درخت سبز کی تھیں دالیاں روشن تھیں
 ندائے غیب کی کچھ نہ تو تشویش کر
 نہیں آپ کو دو معجزے ایسے ملے
 برائے چین کے چھاسی ہتیلی کا نشان
 بدلی کی جلی انکی زباں تھی اس لئے
 ملے کرتے رہے ہیں ترجمانی آپ کی
 درجہ حق تعالیٰ کا بے سنتے تھے کلام
 پ کہتے زبِ ارنی۔ تو دکھا اپنا حال

طور سے پہنوش ہو کر حضرت موسیٰؑ کی گری
 آپ کی امت یہودی آج تک موجود ہے
 آمد خیر اللہ کی وی خبر تو زمینت نے
 جب گئے موسیٰؑ نصیحت سمجھ لئے فرعون کی
 حضرت موسیٰؑ کی تھیں دو خوشیوں میں
 حق پرستوں کی بنا زادی میں بے فرق کچھ
 ایک اس میں کچھ نہ ہوئی کی نئی فرعون کا
 جب محسوس ہوئی تھی نے کیا ہجرت کا قصد
 یہ خبر سن کر ہوا فرعون ایسا مشتعل
 یہ گروہ حق پرستوں بے ہراسان ہو گئی
 لی ہوا موسیٰؑ نے جس سے بچ گیا اور بچ گیا
 پرست نے لگو اس راستہ سے حق پرست
 دیکھ کر اور جان کر اتنا ہی پانی ہی رہا
 حق پرستان پاپہ دو بات پرستوں کا کردہ
 حضرت موسیٰؑ چلے ویسے ہی لکلوں کا بھڑ
 تنگ کی سچوں سے عوج و بوق سے لہو حق

اک جھلک اپنی دکھا دی حق نے جب کہ تیرے
 آپ پر نازل ہوئی توریت قانون خدا
 آئیگا فاران کی چوٹی پہ وہ نور خدا
 ترجمانی کیلئے مارون بھائی ساتھ تھا
 حق پرستی ہو۔ رہا ہو ہر پرستار خدا
 مذہب و ملت میں ہو آزاد ہر چھوٹا بڑا
 بلکہ پہلے سے بڑا ظلم دستہم ہونے لگا
 سب تار خدا کو ساتھ اپنے لئے لیا
 فوج لیکر خود گرفتاری کو پہنچا دوڑتا
 جب حریف ہو سیر فرعون سر پر آ گیا
 اس گروہ حق پرستان کو نیا راستہ ملا
 جنگ و ٹخنہ سے زیادہ نیل کا پانی نہ تھا
 کرتا قبیل میں فرعون مع لشکر گرا
 ہو گیا فرعون مع لشکر کا اک دم خاتمہ
 اکثروں نے آپ سے پایا سبق تو حید کا
 جس نے ان کی کشتی کی قتل اس کو کر دیا

ری تھا ایک زرگر مصر میں جب کمال
 گوسالہ بنایا گائے کا پاڑا مثال
 بٹ کر فرعون سے جب خلق کو دیکھا
 بڑکے جو موسیٰ آئے واپس مصر کو
 گی تاک کی بہت کوشش مگر بے سود تھی
 تھا قارون دولت کی دہتی جسکو محمی
 ش دولت عذاب جان اُس کو ہو گئی
 موسیٰ حق پرستوں کا بھی یہ بگڑا چلن
 بس مردوں سے مانگیں اُس شخص کو چھوڑ کر
 لائے طاقت کر داما دواؤ و جلیل
 پ خوش الحان تھے قائم بہ دین ہو سکیا
 زبور پاک میں حضرت کے آنے کی خبر ملے
 میں داؤڈ کے پیدا ہوا لقمان حکیم
 رہوے داؤڈ کے بیٹے سلیمان جہا
 نرا اور الیاس آئے دوزین جس شاہ کے
 نام مریم کا یہاں ذکر ہے یہ مختصر
 بے پدر پیدا ہوئے عیسیٰ ز شان اکبر یا

بعد فرعون لعین اُس نے تماشہ یہ کیا
 اور کی ترکیب ایسی جس سے آتی تھی صدا
 پوچھنے اس کو لگے دیکھا جو اس کا شعبہ
 دیکھ گوسالہ پرستی آپ کو صدمہ ہوا
 کوئی رستہ پر نہ آیا حق پرستوں کے سوا
 تھا بخیل ایسا کہ جبہ ایک بھی دیتا نہ تھا
 بوج سے اُسکے زین میں دھنس گیا اور گریا
 قبر پر اپنے بزرگوں کے کیا سجدہ روا
 مرنے والوں کی بڑی عزت ہوئی حد سوا
 یہ خلیفہ اور پیغمبر ہوئے فرما نروا
 دی کتاب اللہ نے انکو زبور بالہدا
 یہ کہ پیدا ہوئیگا مکہ میں ایک شاہ ہدا
 جس حکیم خاص کو ابتک زمانہ ماننا
 پھر عزیز و حضرت شمعون دیکھیے با خدا
 تھا سکندر جو کہ ہفت اقلیم کا فرمانروا

تھو فرعون کی گالیاں پکڑی

تھو قارون

تھو حضرت داؤڈ و سلیمان علیہ السلام

تھو حضرت مریم و عیسیٰ علیہ السلام

گوسالہ حکومت تنگ بننا کہتے ہیں۔ سہ دیکھو زبور (۸۴)

بطنِ مادر میں جو مریم آئیں۔ ماں کی دعا
 دخت ہونے پر بھی اپنے قول پر قائم ہیں
 رات دن بچپن سے مریم تھیں جو چراغِ حلق
 یوسفِ بنجار سے بیاہی گئیں پھر بھی ہیں
 قدرتِ حق سے ہوئی وہ حاملہ از دُشِ شب
 اس لئے پیدا ہوئی عیسیٰ تو روحِ اللہ ہو
 تھے مسیح اوہ کئے مردوں کو زندہ سرسبز
 آپ کی اُمت نصلاً آج تک جو ہے
 اندِ خیر اور اکی دی خبرِ انجیل نے
 تھے بزرگوں کی مزاروں پر آجے رانہاں
 حضرت عیسیٰ نصیحت اُن کو جب کے لگے
 مَشَاکِیْتُ بادشاہ کے سامنے اُنہی بڑی
 س اسی الزام پر اُن کو ہو اسوئی کا حکم
 پکے بارہ حواری۔ آپکے تھے جانِ تشا
 فایہودِ الاسخران کا حواری اک شفی
 نے دنیاسی اوٹھایا حضرت عیسیٰ کو جب
 ہوا اگر فرزند تو راہب بناؤنگی خدا
 تھے جو زکریا پیمبر اُن کو لے جا کر دیا
 عابد تھیں۔ زاہدہ تھیں صالحہ تھیں۔ پارس
 وہ کنواری سرسبز مشغول دریا دِ خدا
 بے وساطتِ بطن میں داخل ہوئی روحِ خدا
 برگزیدہ اور تھے برحقِ رسولِ کبریا
 ہر مریضِ لادوا تھا آپ سے پاتا شفا
 آپ پر نازل ہوئی انجیل از حکمِ خدا
 یہ کہ سچائی کا پتلا رہنما اک آئیگا
 لوٹتے وہ زائرِ ول کو اور لٹاتے ڈروا
 رنگِ لائی یہ نصیحت۔ راہبوں نے یہ کیا
 کافرِ غارت گردِ دینِ نبی موسیٰ۔ کہا
 جب گرفتاری کا انکے حکمِ سلطانی ہوا
 جب مصیبت یہ بڑی ہر ایک کے رستہ لیا
 بس دکھایا اُس شفی نے سب کو عیسیٰ کا یہ
 آپکے جو تھے حواری سب نے ملکر یہ کیا

نسخہ انجیل کی ترتیب دی اس طور سے
 تھا زمانہ مقتضی حسب بات کا اُس وقت میں
 بے بدر تھے حضرت عیسیٰ نبی اُس سطرے
 عیسیٰ و اللہ و روح قدس کو اک جاکر
 اور تقسیم کی ہم سب کی بخشش کے لئے
 اس لئے سرزد گنہہ جو کچھ کہ عیسائی سے ہو
 اُس بدی کے بالعوض اُس غیر کی نیکیاں
 ہو رہی انجیل کی اصلاح ہر اک سے ہیں
 اصل صورت اُس انجیل کی باقی نہیں
 بعد عیسائی آئے دنیا میں رسول ہاشمی
 بر رسولان خدا بر خاتم پیغمبراں
 ذکر احمد میں مسدس میں نے لکھا ذیل میں

حکم حق فرمودہ عیسائی پیغمبر کے سوا
 کل امور مصلحت آمیز بھی داخل کیا
 لکھ دیا عیسائی نبی۔ اللہ کا فرزند تھا
 کی کھڑی سولی سبق تملیث کا سب کو دیا
 رب کا جو فرزند عیسائی تھا وہ کفارہ بنا
 جائے سرخیزوں کے وہ پائونہ اُسکی یہ سزا
 آئیں عیسائی کے حصہ میں گنہہ دعویٰ گیا
 از طریق دست اندازی سابق۔ بار بار
 بلکہ اُس کا حکم اصلی۔ دیکھو قرآن میں ذرا
 خاتم پیغمبراں۔ برحق محمد مصطفیٰ
 عرض کر ذلت درود پاک ہر اک مرتبہ
 جس میں التفصیل ان کا ذکر ہوتا انتہا

مُسَدِّس

(۲۳) عروج و زوالِ اسلام

نِیاں سے ہو محمد رب غفور وحدۃ لا شریک ہے وہ ضرور
ان جلّ جلالہ مشہور ذاتِ عظیم نوالہ مذکور

ما عرفناک عارفون نے کہا
ما عبدناک عابدون نے کہا

فطیم و کبیر ہے لاریب وہ مُقیم و قدیر ہے لاریب
سمیع و بصیر ہے لاریب وہ علیم و خبیر ہے لاریب

وہ بڑا اُس کی کائنات بڑی

ہے مثل۔ چھوٹا مونہہ ہی بات بڑی

راشد کے محمد مدہیں جن کے اوصاف نیاں ہی مدہیں
بخشدۂ آب و حیات مدہیں نور ہی نور تھی حیات مدہیں

ختم ان پر ہوئی نبوت ہے

شانِ یہ شانِ رب عزت ہے

مظہر کبیر یا یہی تو ہیں اشرف الانبیاء یہی تو ہیں
سرورِ اکسبیا یہی تو ہیں کامل الاتقیاء یہی تو ہیں

کلمہ لا الہ الا اللہ

ہے رسالت کا آپ ہی کے گواہ

زمانہ جاہلیت

آپ کے قبل تھی جہاں گمراہ ہیں تواریخ دہراں کے گواہ
جاہلیت میں سب بحال تباہ تھے تمدن سے کچھ نہیں آگاہ

جامہ انسانیت کا تھا نہ کہیں

تھا شعائرِ شعور حیف نہیں

کل عوب کفر میں سرا سرتھا بت پرستی کا شور گھر گھر تھا
شرک گعبہ کے گھر کے اندر تھا روز کا بت الگ مقرر تھا

تین سو ساٹھ بت تھے تیسرے کے

پوجنے کے لئے برس بھر کے

تھے سوائے اور بت گھر گھر تھی کہیں چوب اور کہیں پنج
جن کے آگے سروں کو اپنے دھر سر بسجدہ رہا زمانہ بھ

نار و تثلیث کا تھا صید کوئی

بہ طلسم و نجوم قید کوئی

کا مذہب اگرچہ تھا یہ قدیم تھے مگر ان میں بعض بعض سلیم
کو واحد سمجھتے اور عظیم مثل موسیٰ و حضرت ابراہیم
فختر طور پر حبیبوں کی
تھی جماعت خدا پرستوں کی

یہ کہتے اسی سفینہ میں طائف و مکہ یا مدینہ میں
جملہ تھے اس قرینہ میں کفر اور شرک سب کے سینہ میں
مذہب و دین منتشر جیسا
بس تمدن کا حال بھی ویسا

قانون تھا۔ نہ مذہب تھا کام بے ضابطہ سراسر تھا
نہ روم گھر گھر تھا ہر قبیلہ جدا عمل پر تھا
مشغل تھا شراب خواری کا
اور چرچا قمار بازی کا

حالِ زنانہ خولہ مثل اک جائداد منقولہ
ہے رد و بدل و مکتولہ غیر گنتی ہو عقد و مقبولہ
ہاتھ میں تھا طلاق کا درجہ
تھا یہ آسان انتہا درجہ

بھی عورتیں وہاں آزاد بے خلع مردان کے بے تعداد

خرخشہ گر ہو نسبتِ اولاد ہو نہ دریافت کچھ بھی اس سے زیاد

طفل کا جس طرف رہے رجحان

دے اُسی کو نجوی دوران

آئے دن کیوں رہے نہ جنگِ صل تھا یہی فرض مذہبی اول

قتل گر ہو تو برسرِ مقتل لیتے قاتل سے انتقامِ عمل

جس نے قاتل سے انتقام لیا

اُس سے اوروں نے انتقام لیا

اُس کی صدیوں بچھے نہ چنگاری آگ بھڑکی رہے ہر اک باری

ایک کی اک کرے طرفداری پشتِ باپشت سلسلہ جاری

خاندانوں کے خاندانِ تمام

مٹ گئے نام اور نشانِ تمام

گر ہو پیدا کسی کو دختِ مبعأ تو شہادت کے خوف سے فوراً

تاہش سالہ عمر اندازاً دخترِ زندہ دفن ہو چکا

جان دیوتاوں پر کھپاتے تھے

بھیٹ انسان کو چڑھاتے تھے

تھانہ اس ملک کا کوئی سردار خانہ جنگی میں تھے سبھی تیار

دیکھ اعدائے ان کا حالِ زار کر کے حلقہ گروش ہر اک یار

روحی و جہشیوں نے زیرِ کسیا
اور ایرانیوں نے زیرِ کیا

ولادتِ پاکِ حضرتِ رسیا صلی اللہ علیہ وسلم

لبِ نورِ حقِ بیافتِ ظہور آسمانِ دزمینِ شدِ پرِ نور
لہِ زفیضِ شدِ معہور خیر و برکتِ رسیدِ تا مقدر

شدِ بہِ اپریلِ در دھمِ پیدا
ہنچِ صدِ شخصتِ و نہہِ سنیئے

قبلے ہوا پیدا نورِ ربِّ علما ہوا پسیدا
نمیا ہوا پیدا شافعِ دوسرا ہوا پسیدا
راہِ بالحقِ دکھا دیا جس نے
راہِ ناحقِ سٹا دیا جس نے

ہمِ قریش سے نکلا جس میں ہا ششم کا اکِ قبیلہ تھا
اسمِ پاکِ مادر کا باپ عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دادا
جن کا آبائی حق ساری ہی پیشہ
خدمتِ پاکِ خانہ کعبہ

سے قبلِ رفتِ پدر مردِ مادرِ پیشِ سنِ مہرود

سفر زند آپ کو رکھ کر پرورش کی چچا نے سسر تاجر

وہ چچا جو کہ تھے ابو طالب

ساری قوم قریش پر غالب

جو بچپن سے پاکباز حضور ہو گئے تھے امین بس مشہور

بانی پہ وہ ہوئے مامور بکریوں کو چرایا تا بشعور

بعد نام خدا شباب آیا

حسن بھی دوشتا شباب آیا

سراپائے مبارک

غم بد و در حسن بھی ایسا نور ہی نور چاند کا تکرارا

نی لائے شباب نظر مات ہو جس سے نور کا تکرارا

تھا کھڑا چہرہ رسول صریح

رنگ سرخ و سفید اور ملیح

غم وہ چشم آہوا در سیاہ نور قدسی ٹپک رہا ہر گاہ

بشرگان شاہ مثل سپاہ تھی کھڑی منتظر حکم الہ

نیلگوں ایک ہا شہی رگ تھی

دونوں ابرو کے درمیان بھلی

پکی تھی فراخ پیشانی ابروئے خم کشید محرابی

دوں ناک آپ کی اونچی وِردندان تھے موتیوں کی لڑی
 گردن پاک تھی صراحی دار
 تھے مُہترا ہر عیب سے سرکار
 غامیانہ۔ سہی قدِ رعنا جسم نازک بُرا سجیلا تھا
 زرو تھے۔ نشانِ چستی کا چال میں استواری حد درجہ
 سر بُرا عاتلی کا گنجینہ
 حُبِ حق میں کشاوہ تر سینہ
 دریش مقدس و انور بال کالے لٹکتے شانوں پر
 لبِ سنبل مثال میں گھونگر بوئے مشکیں و عنبریں از بر
 دونوں شانوں کے بیچ بالِ تصدیق
 تھی نبوت کی مہر بالتحقیق

عادِ اطوار

نے حلیم و متین ختم نبی کوئی باقی نہ حدِ متانت کی
 ت تھا اور انکساری تھی کم سخن اور بات میں نرمی
 عدل و انصاف تھا پسندیدہ
 غیر جس کے رہے میں گرویدہ

قربا خوش رہیں محبت میں ہم حملہ کو بھی نہ وہ بھولیں
دست لطف و کرم سوا نہیں یاد دشمن کریں مدار اتیں
عہد و پیمان میں بڑے پختے

سب کے وہ دوست ولی سچے

نبی محبت زیاد بچوں پر اور شفاعت میں سب پہ ایک نظر
نبی نہ تخصیص پیش پیغمبر تھے امیر و غریب سب یکسر
مرد خوش خلق صادق الاقرار
ظاہر و باطن ایک لیل منہار

تھے وہ ثابت قدم شفیع اُمم ہو اگر مبتلائے رنج و الم
ہوئیں کیسے ہی سخت درد و غم نہ زباں تک شکایت آئے ہم
چھوڑتے تھے نہیں وہ استقلال
تھے وہ راضی رضا سے حق پہ کمال

ملازمِ سفیر

نب ہوا بست و پنج سال ظہور بی خدیجہ نے دیکھ اُن کا شنور
بتجارت کیا انہیں مامور کہ عرب سے یہ شام جاکیں دور
۱۔ حضرت کے اوصاف معلوم کرنے کے لئے دیکھو نظم نمبر (۱۳) ۲۔ اہل امر کار و دو عالم۔

تھا سفر آپ کا یہ ارضِ شام
راہ میں ایک جبکہ آیا مقام

تِلت بشار رسا

ی بشارت یہ ایک راہب نے تھا جو نستوری قوم سابق سے
پ کو وہ بھی روز آئیں گے ہونگے سردار اک زمانہ کے
نام روشن رہے بصدِ اجلال
مشرق و مغرب و جنوب و شمال

واپسی سفر

مٹ نے کیا لیاقت سے دل دہی اور پھر دیانت سے
مالِ غیب کی اعانت سے نفع حاصل ہوا تجارت سے
آئے واپس غرض سفر سے حضور
ہر طرح سے منطفہ و منظور

عقد حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ

اخذتہ سے آپ کو رشتہ جو بڑی مالدار تھیں بیوہ
رہنے دو عقد سابق تھا کیا عمر چالیس سال حسن و صلا

گھر ہوا اُن کے دل میں خدمت سے
عقد آخر ہوا ہے حضرت سے
سُخاوت

سے سرکار ہو گئے خوش حال فارغ البال اور مالا مال
یہ راہِ خدا ہے جلی جلال کر کے تقسیم سب زرو اموال
جب ہوا دل میں عشق جائے کربلی
یہ ہوے یاد حق میں گوشہ نشین

عبادت

ما جو غارِ حرا - وہاں دن رات تن بہ تنہا بہ جستجو سے نجات
میں عبادت میں شاہِ نیک صفات اور مصروفِ درو عسا و صلوات
حلِ مشکل کا مشغلہ ہر روز
بت پرستیِ خلق سے دل سوز

نزولِ وحی

پہل سال شد چو عمر تیں ہر رسالت رسید حامیِ دین
بیتہ القدر ہست چوں بلیقین آمد از غیب جبرئیل امین
آمدہ بر رسول و وحیِ خدا
ابتداءً نزول شد اقراء

نُزولِ قرآنِ مجید

مانہ قانون و ضابطہ جو دہاں پارہ پارہ سے ہو گیا قرآن
 ہے جو قانون قدرت رحماں راستہ دو جہاں کا جس سکیمیاں
 بالیقین اس کا جو کہ عامل ہو
 اس کو دنیا و دین حاصل ہو

ہدایات سرکارِ دو عالم

نے از حکمِ داد و محشر سب کو تلقین کی یہ شامِ سحر
 کو حق نے کیا ہے پیغمبر تاکہ ظاہر کروں یہ میں تم پر
 کلمہ لا الہ الا اللہ

ہے نہ معبود اس سوا واللہ

وژد و سب پرستشِ اصنام تم کو دیتا ہوں دعوتِ اسلام
 یہ امن و امان کا پیغام ہے یہی راست راہِ خاصِ عام
 راستی موجبِ رضا ہے خدائے

کس نہ دیدم کہ گم شد از رہِ راست

سہی ہے وہ خدا کے بخشدہ ہے اُسی کا چہرہ ار سو جلوہ

کوئی اس کا نہیں زن و بچہ لے کسی کا نہ وہ کبھی حلیہ
 این خیالات ہست یک ہدیان
 کہ بہ حلیہ نمود شد یزدان

پاک ہے وہ خدائے بے ہمتا اور خالق تمام عالم کا
 ہے وہی سب کا پالنے والا ہے وہی سب کا مستجیب دعا
 ہوں اُسی رب سے طالب امداد
 نہ سُنے اُس سوا کوئی فریاد

بعد اٹھ کے ہر ایک بشر ہے سبھی خلقتوں سے افضل تر
 حق نے اپنا امین اس کو کر دیا سبھی اپنی قوتیں یکسر
 جس امانت کی پرستش حق سے
 روزِ محشر نہ ہر بشر چھوٹے

نیکیوں کا بدل ملے اچھا اور بدیوں سے ہو عذاب بُرا
 جس نے جیسا کیا وہی پایا جائے خالی نہ خیر و شر اصلاً
 لیکے دنیا سے کچھ نہ جائینگے
 نیک اعمال کام آئینگے

اشاعت اسلام

بعض نے سُن رسول کا پیغام ہو گئے دل سے داخل اسلام

بعض نے از طریق بغض خام لاکھ اندازیں دیں۔ دیاوشنام
 رنج و غم اس میں آپ نے پایا
 رفتہ رفتہ پر دین پھیلایا

معراج مبارک و حکم نما

نش صد و بست و یک سیحی سن بست مہتمم رجب مہ روشن
 بلوؤ حق بدیدہ آوردن یافت معراج۔ پاک جان و تن
 فرض آں وقت شد نیازانہ
 پنہم وقتہ نماز روزانہ

آغاز سنہ ہجرت

نمنوں نے دیا جو رنج و محن قصد ہجرت کیا بہ ترک وطن
 رنج کا تھا مہینہ مستحسن شش صد و بست و دو سیحی سن
 سال ہجری کی ابتدا یہ ہے
 اور ہجرت کا ماجر ایہ ہے

اریں کوہ ثور کے اک بار چھپ کے بیٹھے وہ تین دن ناچا
 ماتھ کوئی نہ موس و عنخوار جز خدا اور ایک یار غار

در پہ مکھڑی نے بن دیا جالا
اور کبوتر نے دے دیا انڈا

وَرُو دُوبار کب مدینہ منورہ

کی سہی نے دہاں تلاش ہزار نہ پتہ آپ کا ملا زہار
دھونڈ کر بگئے جب آخر کار آپ نے پھر دہاں لیا زہار
چوں مدینہ رسید حق آگاہ
خیر مقدم بکرد خلق اللہ

بنا مسجد نبویؐ

جمعہ کے دن ورود پاک ہوا جب سے اس روز کا ہوا چرچا
آپ نے کی نماز جمعہ ادا دین اسلام پر دیا خطبہ
دستِ حضرت سے اس سفینہ میں
ایک مسجد بنی مدینہ میں

دعویٰ اسلام

دین برحق یہاں سے استحکام پا گیا درمیان خاص و عام

یہ جگرشہ نے چار سو پیغام دی سلاطین کو دعوتِ اسلام
جس نے کی عزتِ ندائے خیر
وہ ہوا موردِ دعاے خیر

حُسنِ سلوک بہ قیدانِ جنگ

بہواشہ سے برسرِ پیکار آپ نے کی مدافعتِ ناچار
وہ کیسا ہی دشمنِ غدار عفو فرمایا آپ نے ہر بار
جنگ کے قیدیوں سے تھا وہ سلوک
جس کے قائل رہے جہاں کے لوگ
جنگِ بدر

مرہمات تو ہوئے اکثر وٹوسنہ ہجریہ میں ایک مگر
رکے جنگ میں بہ فتح و ظفر تھے نبی۔ اپنی فوج کے افسر
مثلِ مورد کے فوج آئی
فتحِ معدوہ سے چند نے پائی

جنگِ وادیِ اُحد

ہجری میں مکہ والوں کا وادیِ اُحد میں چھڑا جھگڑا

پر خطر کھتا غنیم کا دھواوا جان نثاروں نے جان پر کھیلدا
 زخم کھائے حضور نے بالذات
 تھا مگر کھیت آپ ہی کے ہاتھ

فتح مکہ

اس لڑائی کے بعد بھی اکثر کی ہے اک اک مہم حضور نے سر
 نوسہ ہجریہ کی ہے یہ خبر شہر مکہ لیا یہ فتح کو ظفر
 کفر کعبہ سے بس سٹا ڈالا
 تین سو ساٹھ بت کو توڑ دیا

نماز بہ کعبہ ایشہ

مقتدی سب بہشت پیغمبر کعبۃ اللہ میں صف بصف ہو کر
 زخضوع و خشوع سر تا سر سربسجدہ ہوئے خدا کے گھر
 کلمہ گو بڑھ رہے تھے روز بروز
 سر پہ تھی رحمت ضیا افروز
 جنگِ حنین

لہو جنگِ حنین شاہِ انام یافت نام و نشان در ہر گام

مگایا ستارہ اسلام ملک گیری میں حکم تھا یہ عام
 جو پڑ ہے کلمہ پائے امن و امان
 در نہ جز یہ سے مشکلیں آسان
 بھے معجزات حیرت زا ہو کے ختم لہجی کے گرویدہ
 بنکڑوں نے بغیر چون و چرا دین اسلام کو قبول کیا
 سب تھے صوم و صلوٰۃ کے پابند
 مال و زر میں زکوٰۃ کے پابند
 غ اسلام تھا پھلا پھولا تھا ستارہ نصیب کا چمکا
 غ کا ہر درخت تھا تازہ اور سرسبز اُس کا ہر پودا
 باغبان احمد رسول نماں
 تھے ہر اک برگ و بار کے نگراں

وصال پاک

مے ناکامی غریبی مایہ سائیہ عاطفت نہ سر پہ رہا
 حوادث نے ہم کو زیر کیا شوق دل ہی میں رہ گیا دل کا
 لاکھ شاگر دو گو رہیں عالی
 جا بے استاد ہے مگر خالی

ہے خدا کے سوائے سب کو فنا ہو پیسہ و یا کوئی بندہ
جس کسی کو خدا کا حکم ہوا چل بسا وہ بغیر چون و چرا

از سبک تاسما مٹے اکاں

ہے سجا رکھ من علیہا فان

چھائی ادبار کی گھٹا افسوس کیا گہن چاند کو لگا افسوس
شمس عالم نہیں رہا افسوس سب کا حاجت رو گیا افسوس
بارہویں تھی ربیع اول کی

روز دوشنبہ یازدہ ہجری

جب گئے شاہ دین جنت کو وقت آخر کہایہ امت کو
بھولیو تم نہ اس وصیت کو سب مسلمان رکھیں اُخت کو

ہے مساوی ہر ایک کا درجہ

ہے نہ اُس میں کسی کا کچھ ہرج

خلافت حضرت خلیفۃ دومؒ

نبی آپ کی وصیت پر کچھ زمانہ تو سب رہے مل کر
بنے بو بکرا اور خلیفہ عمرؓ پائے فتح و ظفر زیادہ تر

شرق سے غرب تک بحسن حسن
 دین کا نام کر دیا روشن
 تھے عمر جو خلیفہ ذیجاہ اک زمانہ ہے مدح خواں بہرگاہ
 وہ فتوحات پائیں خاطر خواہ ہیں تواریخ دہر اس کے گواہ
 شاہان لرزیدہ بود از نامش
 کرد حاشا نہ سرکشی سرکش
 شاہ شاہان تھے بادشاہت میں اور ذی خلق تھے مروت میں
 قاسم بے غرض غنیمت میں صاحب عدل تھے حکومت میں
 نورشیش زدستِ عدل امیر
 شد نہ جانبر و رہا کئے کثیر

خلافت حضرت خلیفہ سوم

بعد ان کے خلیفہ عثمان آئے مسند پہ جامع القرآن
 جزیہ یادِ خدا لے انس و جان نہ رکھے وہ کسی طرف رجحان
 جو کہ حضرت کے ایک تھے داماد
 تھا نہ دولت میں کوئی اتنے زیاد
 جس نے حضرت کے اک اشارہ پر راہِ حق میں لٹا دیا سب گھر

نہ رکھا پاس کچھ زور و زلیور تھے ملقب غنی وہ سرتامر

ہجر احمد میں جو رہے مردہ

کیا بھلا اس کو لذت دنیا

سبب فساد

اس لئے مقتدر ہوا مردان اس نے اپنوں کی خاطر احسان

ایک کو ایک پر کیا قربان جس کو چاہا بنا دیا سلطان

پھر نہ اسلام میں رہی بندش

حق تلف ہو چلا بلا پریش

س سے ہو کر فساد جلوہ فگن بگڑا اسلام کا تمام چلن

بغض و رشک حد ہوا دشمن ایک کا ایک ہو گیا دشمن

ڈھنگ اسلام کا ہوا بے ڈھنگ

بد دلی نے جمایا اپنا رنگ

نرسے ابن صبا یہود کے جب سخت یورش ہوئی بہ ملکعب

ب و خور بند تین روز و شب شاہ عثمان پر رہا یہ غضب

تہ ہوئے شاہ برسر پیکار

گو خلافت کی فوج تھی تیار

سیف صد حیف گردش ایام ہم نے بھولا رسول کا پیغام

اسلمان کا قتل ہم پر حرم باوجود اس کے وہ کیا ہے کام

ابتدا شد شہید بالاعلان
بالبشہ حضرت عثمانؓ

فت خلیفہ چہارم
خلا حضرت چہارم

عثمانؓ - علیؓ نیک نہاد شہ کے داماد بھائی تھے عمزاد

خلیفہ بہ تختِ عدل و داد اور سن کر ہر ایک کی فریاد

حق بہ حقدار کا خیال ہوا

لیک انجام یہ محال ہوا

نزاع خلافت

ب بھڑکی مخالفت کی تمام تہلکہ پڑ گیا بہ روم شام

نئے مخالف زیادہ تر حکام کی نہ تعمیل اُن سبھی نے عام

خانہ جنگی شروع ہوئی جس سے

سعر کے ہو گئے کئی اس سے

امامت حضرت امام حسن

دست برداری از خلافت

بعد مولا بہ انتخاب زمن تخت پر آئے جب امام حسن
صلح کل بس تھے آپ کا شیون میٹنے کے لئے فساد و فتن

کی خلافت سے دست برداری
اور امامت لقب کیا جاری

حضرت امام حسین

جب حسن نے وفات فرمائی جو کہ چھوٹے تھے آپ کے بھائی
بس امامت حسین نے پائی چھیڑاُن سے بھی ایک پیشانی

چھیڑاُن سے ہوئی ہے بیعت پر
کہ یہ بیعت کریں خلافت پر

شہداء حضرت امام حسین

خلافت کا فرض تھا باقی بلکہ اک عیش کی حکومت تھی
شام میں تھی یزید کی شاہی اس لئے آپ نے نہ بیعت کی

جس بہتے ہوئے شہید امام
آب و خور تین دن تھا ان چہ ام
مصائب آل طہر

ایسا ہوا معاذا اللہ خوش واقرب کو بھی ملی نہ پناہ
محرّم بے روا بغیر گناہ شصت و یک ہجریہ سنش صدآہ
جسم کو ذہیں سیر بہ شام گئے
غیر گور و کفن شہید ہوئے

وفات مائیں

حضرت حسینؑ سر تا سر ظلم سے جو نہ ہو سکے جانبر
بد و باقرؑ دست جعفرؑ موسیٰ کاظمؑ علی رضاؑ سرور
تھے محمد تقیؑ علیؑ انقیؑ
تھے حسن عسکریؑ امام سہمی

عرض حال بارگاہ سالکین

مدرسہ پستی بان آپ کا تھا یہ آخری فرمان
ہمارے دو نشان بالا اعلان ایک تو آل دوسرا قرآن

آل کا حال وہ ہوا اول
 اور قرآن ہے بغیر عمل
 بے نہ کوئی امام ہے سرپر اور نہ اُمت کا ہے کوئی اہم
 نبی اب سب بھٹال ہو کیوں کر ہے خدا حافظ و نگہاں تر
 اب سب بھٹالے خدا تو ہوئے بھٹال
 ورنہ اُس کی سب بھٹال سخت محال

پ کا استقامت یہ مقصد اسلام ہوں سلمان ہم خیال تمام
 ہب و ملت و عقیدہ و کام سب میں ہو جائیں ایک خاص عام
 ایک اب میں یہاں طریق کئی
 سنی و شیعہ و فریق کئی
 ق یہ ب مٹائے سولا این و آں کاٹے یہ سب جھگڑا
 تہ اک بتائے سیدھا جس پہ ہم سب رہیں عمل پیرا
 کلمہ لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
 بھید سے اس کے کیجئے آگاہ

ب جو خاصان حق عز و جل عالم باعمل زر و زرا زل
 متوی ہے یہی صراطِ عمل ہے یہی دو جہاں میں افضل

۱۔ دیکھو نظم نمبر (۲۶) قوت انسانی۔ اور دیکھو نظم نمبر (۲۶) راہ طریقت۔

بس کی تمہیں آپ نے کی ہے
آج قصہ نے سے وہی پی ہے

(۲۴) فرقہ پرستی

سلمان خدا کے واسطے سوچو ذرا
پکے جو کچھ کہہنا تمہارا کیا دہرا
اب زمانہ نہیں فرقہ پرستی کا رہا
پھر یہ جھگڑے کس لئے ہیں اس دن بھادہ
آنکھ ملکر دیکھو دنیا میں ہر کیا کیا ہو رہا
قتل کرتے وقت وہ پوچھے نہ فرقہ کونسا
قادیاں ہوں کہ دہری یا کوئی فرقہ سوا
سامنے اس کے ہیں کہ سب چاہو تم ہو جدا
جب اکٹھے جائیں قدم بچپائی سے کیا فائدہ
بھائی اپنا اس کو سمجھو جو کوئی کلمہ پڑھا
اب سن دو تو کاہر ہرگز نہ فرقہ بے مزا
وقت آجائے تو اک ہو جا بے چون و چرا
اور ہوں اک روح دو قالید اٹھیں تو کیا

فرق سب مٹ جائے ہم سے یا الہی العالمین
متفق ہو جائیں ہم سب یہ قصہ کی مٹا

(۲۵) صراطِ مستقیم

<p>ایک ہل سڑاک جو یاقوت نے یہ کہا سادگی اسلام کی دیکھی تھی اسے بھری آکے اس میں جبکہ دیکھا شاخہاں لڑا تھو چار جانب مجھے آتی رہی ہیں دعوتیں جنتی خود کو کہا اور دوسرے کو دوزخی دیکھ کر یہ امت موسےٰ مجھے یاد آگئی دین احمد سے مشابعت پرستی کا رواج اس لئے مجھ کو بتا دو ایک راہِ مستقیم</p>	<p>مستند اسلام کی باتوں نے میل لیا اس لئے آبائی مذہب چھوڑ اس میں آگیا ہو گیا تیراں سمجھ میں کچھ نہیں ہے آ رہا مجھ کو ہر طبقہ نے بتلایا نیا اک راستہ ہر کسی نے اپنے مذہب کا فزوں تہ کیا بعد موسےٰ جو عمل اس وقت تھا جاری پھر وہی سب غتیں کسی رکھی جائیں روا دو جہاں میں سرخروستہ بھول بیش خدا</p>
---	--

<p>صاحبِ دل نے دیا جو یاقوت کو یہ جواب بلکہ اس کلمہ کو دیکھو سچ تم ایمان لائے لا الہ اور الا اللہ میں ہی بھید ہے نہیں اس میں کسی کا کچھ اجارہ سر بسر</p>	<p>ان فروعاتی بکھیروں میں نہ جاؤ بے فزا جس کی شاہِ دین نے تلقین کی ہے بارہا دل کو آئینہ بنا کر دیکھ لو راہِ صفا اپنے ہاتھوں سے ملے گا اپنی جنت کا صلہ</p>
--	---

۱۔ دیکھو نظم نمبر (۳۲) مخفق حالات انبیاء برگزیدہ میں قصہ حضرت موسیٰ۔

وہ ہے ترکیبِ کلنہ جس پہ قربان جا
اولیا اللہ کو حاصل ہوا جس کا مزا
ہے یہی علم لدنی از علی بابِ علوم
آمدہ سینہ بسینہ فیض بخش اولیا
ساوا تم کو ملے ہرگز نہ راہِ مستقیم
چاہو تم کچھ بھی رکھو اپنا عقیدہ ظہرا

ن کے یہ جو یا کتنے بچہ کہا ہو مضطر
جس علی کے فیض سے بنتے رہیں اولیا
ن کے ہر ش قدم کی پیروی کے واسطے
اُن کے کچھ عادات و اطوار تو دیجے بتا

حاجبِ دل نے دیا جو یا کتنے کا یہ جواب
اُس بزرگ و برتر و بالا کا یہ یہ ماجرا
سا ولی اللہ علی شاہِ ولایت با یقین
جن کو تھا علم لدنی فیض بخش مصطفیٰ
لہ طیب کو سمجھا اور کس سمجھا یا یہی
میں یہی شاہِ ولایت بادشاہِ اولیا
یہ یہ سرِ حشمہ ولایت کا اسی فیض سے
اولیا سیراب ہوتے آرہے ہیں بارگاہ
بطریقیت انکے در سے کوئی ہٹ سکتا ہیں
دور اس در کو کوئی ہونہ پائے راستہ
سا ولی اللہ کے اوصیا کا ہو کیا بیاناں
صحت پر تھی نہ مبنی دشمنی و دوستی
جس نے اس میں کشتی کی اُس کو نیچا کر دیا
قتلاً لا علی لاسیف الا ذوالفقار
شان میں آیا انہیں کے تھے یہی شیر خدا
وزرچا ہا نہ دنیا کا کبھی تازہ زندگی
تھے سخی ایسے نہ اپنے پاس اک حربہ رکھا

باوجود اس کے خیال تابھی کرنا پڑا کہ نہ
 تھی نہ حُب جاہ و دولت تھی نہ دین تھی
 دوسروں کے دوزخ کو نہ پہنچا کچھ گزند
 تھا ہمیشہ سے یہی بس سیر کو لا کا شعار
 نام میں تاثیر ہے اب تک علی کی یقین
 جان سے اور مال سے بھی تھا ہلکے دین
 اٹھ کھڑی یہ بگو امدادِ مظلومین کو
 مقتدر حکام کو جس سے پہنچتا تھا فخر
 غیر کی خاطر کیا آرام اپنے پر حرام
 ظلم کا مٹنا تھا مشکل۔ جان پر ایسے بنی
 زندگی تک کچھ کیا ہرگز نہ اپنے واسطے
 فیض ان کا عام ہر اچھے بُرے پر مبر
 چشمِ باطن سے علی کو دیکھ آئینے نظر
 دولت و زر کیلئے دشمن وہ ادروں کا ہوا
 بلکہ محو کلمہ طیب وہ رہتے تھے سدا
 دوران کا جبکہ آیا پس یہ گذر اسانخہ
 ہر کسی گرتے کی وہ کرتے مدد بے انتہا
 یا علی جس نے کہا بس پار بیڑا ہو گیا
 ہر کسی کی بھی مدد کرنا انہیں کا کام تھا
 بعد عثمان جب خلافت پر ہوے جلوہ نما
 اس لئے جنگ و جدل میں بخش گد شیعہ خدا
 تھی غرض اتی نہ ملکی زندگی تک ماسوا
 خل تھا انکی شہادتیں انکی ذات کا
 پھر عداوت دوسروں کی انہیں ہو گی بھلا
 دوست دشمن ایک میں بیش شیعہ مشکل کشا
 چشمِ ظاہر سے علی کا کچھ نہ جانے مرتبہ

ہمیشہ کلمہ کے قصص کو بھی واقفیت کیجئے
 بہر افسانہ و محمہ - یا علی مرتضیٰ

(۴۹) توبہ نالی

غیر حق ہر گز نہیں سجدہ کسی کو بھی روا
یہ بشر حق کا خلیفہ اشرف مخلوق ہے
جس کو حاصل قادر مطلق کی بیس قدرتیں
ظاہر و باطن میں اسکی ہیں بہت قیمتی
ظاہری قوت کا اندازہ اسی سے ہو سکے
باطنی قوت کے جوہر میں ہیں انسان میں
غیر معمولی ملے قوت نظر کے کھیل سے
دم کو قابو میں جو لائے جس دم کر کے کوئی
اور ان دونوں سے بالاتر ہر دل کا کھیل
جو سہی اعضا کو دل و خون کی تقسیم ہو
ہے جو اک عضو ریسہ یہ دل نازک تر ہے
کلمہ طیب سوا قابو میں دل آئے نہیں
دل مرا قابو میں جائے مرے پروردگار

کلمہ طیب سے نصرت ہو رہے دل آشنا

لے دیکھو نظم نمبر ۱۲ وحدت و نبوت کا لازم و ملزوم ہونا اور دیکھو نظم نمبر ۱۳ غضب و عفو۔

(۲۷) راہِ طریقت

ہے خدا کے بعد کا درجہ پیمبر کا بڑا
 ہے نبی میں اور ولی فی حق تین طور پر
 ہوئی صدیق و عادل اور غنی اور شہید
 جو صد اُقت میں ہو چکا۔ عدل میں ہو چکا
 ہو شجاعت اسکی اسی راہ حق میں سرسبز
 جو بتائے ایک سیدی راہ خلق اللہ کو
 وحی کے ہیں چار درجہ ہیں اک انجیل
 جب پیام حق کو لاتے تھے جناب جبریل
 دو درجہ ندائے غیب کا ہے سرسبز
 تیسرا جو ہے ذریعہ خواب کا درجہ خواب
 آخری درجہ ہے اک لہام کا از حکم حق
 ماسوا صورت اول۔ بقیہ صورتیں
 وحی قطعی و یقینی ہے نبی پر ہر طرح

خاص بندہ ہے حق اللہ کا بھیجا
 لے کے آتا ہے ہی تازہ شریعت پر
 ہستی معصوم۔ ہو وہ بے گناہ و بے
 اور غنی ایسا بندہ ہو زرو اعمال
 کچھ نہ پروا ہوئی کی اور بے خوف وہ
 واقف حکم الہی ہو کے از وحی خدا
 ہے نرستہ ہو خدا کا حامل رحمت
 لورہ بر اندام۔ ہوتی اک غشی بر مصطفیٰ
 طور پر مونس کو جیسے غیب کی آئی تہ
 جیسے ابراہیم پر ظاہر ہوا اک خواب تہ
 خود بخود آجائے دل میں غیب سے حق
 اولیا اللہ کو حاصل ہیں از فضل خدا
 اور ولی اللہ کو لہام حق ہے عطا

لے و لے دیکھو (۲۷) حضرت علیؑ انبیاؑ کے گزیدہ میں نصرت حق و وعدہ صحت ابراہیمؑ سے دیکھو نظم نمبر ۲۷، قوت انوار

جی سے انکار موجب کفر کا ہے بالیقین
 ماہل کامل شریعت کا فقیہ و رازواں
 جس کے سر شہر علی شاہ ولایت ہیں یقین
 رات سے انکی نکل آئے ہیں یہ دو سلسلہ
 نجبت میں ہیں۔ محمد اور علیؑ و فاطمہؑ
 نابہ ہمدی ہیں امام بجز و بر بارہ امام
 انظر یقت ہیں دلی کے بھی مدان جبر سر
 غوث اعظم تھے ولی اللہ محمدی الدین پیر
 فوٹ کے ہیں بعد اوتا دا اور ابدال قطب
 ہے زمانہ کوئی بھی خالی نہ ان اصحاب سے
 خیر سے محروم جو الہام سے منکر ہوا
 ہو دلی افتد وہی بندہ خدائے پاک کا
 جن کی ذات خاص سے جاری یہ چشمہ ہے سدا
 اکسامت دوسری شاخ ولایت بالہدا
 ہیں جنؑ اور میں جنؑ ابن علیؑ مرتضیٰؑ
 اہل بیت پاک اولاد علی مرتضیٰؑ
 بعد حضرات ائمہ کے ہے رتبہ غوث کا
 جن کے در سے فیض اب تک پار ہوئی دلیا
 سالک دعا رف۔ محب۔ مجذوب۔ یار خدا
 جن کے ہاتھوں انتظام عالم کا مخفی ہے سدا
 حضرت ماصی یہ ہو جائے کرم کی اک نظر
 اے خدائے پاک بہر انبیاء و اولیا

(۲۸) صاحب دل

صاحب دل کا خدا سے تعلق و نہا
 سہ تم بھونگے کو بھی نہ سمجھو نہ ہو گیا
 ظاہر اس کا کسی کو بھی نہ ہو وہم و گمان
 کیا خبر تم کو کہ اس پر وہیں کیا ہوتا

رہے دہوکہ میں دُکھاؤ صاحبِ دل کا نہ دل
صاحبِ دل کا جودِ لہجہ لرزے آسمان
از ہزاران کعبہ یک دل بہترست و بہتر
دل بدست آور کہ حج اکبرت لے ہزار

(۲۹) وقتِ سحر

نور کا وقت یہ ہر سوتے ہو کیا وقتِ سحر
جاگنے والو نکو ملتا ہے خدا وقتِ سحر
آ رہی ہے جو نظر شانِ خدا وقتِ سحر
نورِ حق چار طرف پھیل گیا وقتِ سحر
بال و پر کھولے ہو کر چہچہے کرتے ہیں سہی
یادِ معبود میں مرغانِ ہوا وقتِ سحر
فاختہ کہتی ہے حق سرورِ مہر کی ہو ہو
ساری چڑیاں کُنینِ سچوں کی صدا دے سحر
نورِ حق منہ پہ نمازی کے نہ کیونکر ہو عیاں
فرصتِ حسن کیا سجدہ بخدا وقتِ سحر
حق نے فرمایا ہے قرآن میں سخنِ اقرب
ہوے حاملِ بخدا قرب خدا وقتِ سحر
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہے دم کھینچ کے پھر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
کر تو اثباتِ نفی ضرب لگا وقتِ سحر
ہر دم اللہ کہیں ذکر کریں اللہ ہو
زنگِ آئینہ دل ہو صفا وقتِ سحر
ہو مراقب بہ فنا دل کو بنا جامِ جم
شاہِ لولاک لما عرشِ معظم پہ ترا
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا رہے نقشِ کھنچا وقتِ سحر
چہ نمونہ یہی فردوسِ بریں کا واقعہ
شکر کرتے ہیں فرشتہ بھی ادا وقتِ سحر
چہرہ و منہ نکلیں نہ جنت میں شہوں روزِ
دیکھ لیں روضۂ اقدس میں ذرا وقتِ سحر
ہوئے مقبولِ خدا بابِ اجابت ہووا
ایک ہی وقت وصال پر ہے سدا وقتِ سحر
جو اٹھیں دستِ دعا بہرِ دعا وقتِ سحر

الہی ترس مجبور ہے کہ ہر وقت سحر قائم رہے ہو جس سے یہ دعا وقت سحر
 مدرنیہ مری خاک کو لے جا کے صبا روضہ پاک کے اطراف پھر وقت سحر
 بختم رسل پر معہ آل و اصحاب بھیجو صلوٰۃ بصد صدق و صفا وقت سحر
 آرزو ہے یہی نصرت کی مدینہ جا کر
 خاص روضہ پہ کہوں صل علی وقت سحر

(۳۰) اطاعت

اطاعت تو خدا کی اور رسول اللہ کی بعد ان کے ہر اطاعت فرض پر شاہ کی
 ہم قرآنی سے پس ثابت ہوا نصرت یہی ہے اطاعت فرض ہم پر آصف ذیباہ کی

(۳۱) اعمال نیک

جو کما ئینگے آج کھائیں گے ساتھ لائے نہ لیکے جائیں گے
 دونوں عالم میں نصرت ناواں نیک اعمال کام آئیں گے

۴۴) اعتبار و صداقت

نیا کھڑی ہوئی ہے فقط اعتبار پر
اعتبار کھوے وہ نظروں سے گر پڑے
ن کا نہ اعتبار ہو اس کا کوئی نہیں
اعتبار کو کبھی دنیا ملے نہ دیں
یا خوب ہے یہ قول کسی ہوشمند کا
یہ گمراہ کا جائے تو ہرگز نہ کر لال
عت جو ابے تو ہر سال نہ ہو کبھی
من ہے اعتبار بڑی چیز اے عزیز
جاکبھی تو جائے یہ جائے نہ اعتبار
ہر ایک کا رو بار اسی پر ہے منحصر
کام آئے کچھ نہ دولت و حشمت کچھ ہنر
اپنے پرانے سب منتفر ہوں سر بسر
بیزار اس سے کیوں نہ رہیں یاد و پند
یہ قول لوح دل پہ ہو کا نقش فی الجبر
پیسہ کی کیا کمی ہے اگر ہے تو معتبر
دنیا میں ہیں بہت سواطباے نامور
یہ ایک بار جائے تو آئے نہ عمر بھر
بے اعتبار جینے سے مرنا پسند کر

بائی اعتبار کی روشن کلید ہے
جھوٹ کی نباہ میں جھوٹ تو کہے
جھوٹ جھوٹ جھوٹ ہر قصہ مختصر
ہر ایک جا ذلیل ہو بیچ رہے نظر
ہر جائے سرخوردہ ہو سب ہیں ذی اثر
بائی اعتبار کی روشن کلید ہے
جھوٹ کی نباہ میں جھوٹ تو کہے
جھوٹ جھوٹ جھوٹ ہر قصہ مختصر
ہر ایک جا ذلیل ہو بیچ رہے نظر
ہر جائے سرخوردہ ہو سب ہیں ذی اثر

اب تو بتا کہ سچ میں مزا ہی کہ جھوٹ میں ان میں سے ایک راستہ تو اختیار کر
 بھولے سے جھوٹ آئے زباں کچھ نہیں دورنگی چھوڑا اور ہواک رنگ رہبر
 ورنہ رہے ادھر نہ ادھر بیچ میں ادھر دنیا ملے زمین گئی عسکر گذر

(۳۳) پردہ پوشی

یہ سوئی سو کچھ پنہاں ضعیفی ہو نہیں سکتی جو نقلی چیز ہے ہرگز وہ اصلی ہو نہیں سکتی
 وہی ستار رکھتا ہے ہمارے غیب پر دیکھیں لباسِ فاخرہ سے پردہ پوشی ہو نہیں سکتی

(۳۴) ہر دل عزیز

چار باتوں سے رہے دنیا میں ہر عزیز ہو مدارا با مخالف ہو ملطف با حبیب
 رحم چھوٹوں پر زیادہ ہو بزرگوں کا ادب یا ادب ہو با نصیب بے ادب ہو بے نصیب

(۳۵) نرم گفتار

زبان کی ساخت یہی کہہ رہی ہے ہر اکبار کہ نرم ہیں ہوں کرو مجھ سے نرم تر گفتار
اگرچہ کچا چبانے کو دانت ہیں تیار مگر غصہ مجھے آئے ہوں نہ میں بنیاد

(۳۶) بھلائی کا ایک لفظ

بھلائی کسی کی اگر چاہتے ہو یہی کام آئیگی نیکی کسی کی
بھلائی کا اک لفظ بہتر ہے۔ اس کہ تعریف ہو لمبی چوڑی کسی کی

(۳۷) اخلاق کا ثمر

ہر اچھا رہے جب تک درخت خوش خلقی ثمر یہ اُس کا ہے ہر دلعزیز عالم ہو
ہر ایک کام تر لوگ سمجھیں اپنا کام ہر ایک کام بنے تیرا ایک ہو یادو

بہائے اس کے نمودار ہو جو بد خلقی تو سب کو تجھ سے ہونفرت تجھ کہیں بد خو
 جو کام مبتا بھی آئے ترا تو ایک ایک موافق ہو یا مخالف۔ بگاڑ دے اس کو
 بھلائی جبکہ نہایت نئے کی کسی سے بھی بھلا اُسید بھلائی کسی سے کیسی ہو

(۳۸) لطف زندگی

اگر تم چاہتے ہو زندگی لطف گذر کسی کے ہو رہو۔ اپنا کسی کو یا بنا رکھو
 اگر تم چاہتے ہو زندگی بد مزہ گذر ہر اک سے دشمنی کر کے عدد اپنا بنا رکھو

(۳۹) بد گوئی

نہ سو اسی تباہ کن ہر گھڑی لے خوش سیر جس خوش ہوں گے نہ دیکھوں بل دور تر
 نام کر ایسا ملے جس کا شرا چھا تجھے کر نہ ایسا کام جس سے کچھ نہ حاصل ہو مگر
 ہر کسی کا قول زبیں سن گوش دل فرا چور سے بدتر سمجھ بدگو کو لے والا گھر
 نیب خالی کر کے میرا اپنا بہر تاجیب ہے یہی چوری کا مقصد چور کا ہر یہ ہنر
 لیکن اس بدگو کو کیا کہئے عجب بواہوس مجھے پاسکتا نہیں کچھ نیک نامی عین کر

(۴۰) چراغِ علم

چراغِ علم سے روشن نہ ہو تو ہودھ ماغ بس اک مکان بہت تنگ بہت تاریک
جو آئے روشنیِ علم - پھر نظر آئے ہر ایک راہ ترقی ہزار ہو باریک
ہے بادشہ تو فقط اپنے ملک کا در ہے عالموں کی حکومت تمام دنیا پر

(۴۱) شاہِ اہِ قی

دہندی کا ہے اگر طالع چھوڑ آرام نام کر کے دکھا
نام سے پہلے سوچ لے انجام سخت سے سخت کام کر کے دکھا
بُھ کو مل جائے گا ضرور صلہ جو ہے جو بندہ وہ ہے یا بندہ
اینگاں جانیگی نہیں محنت دیکھا ثمرہ خدا کے بخشندہ

(۴۲) خیرِ الامور اوسطہا

خاموشی زیادہ ہو بہا تم کی خصلت ہے زیادہ گفتگو بھی بیوقوفی کی علامت ہے
باجت سے نہ آنکھوں سے گرد اور دم نہ بھڑکے بنو خیر الامور اوسطہ اسی میں رہی عزت ہے

(۴۳) عجلت

کام میں عجلت نہ ہو جو عاقبت اندیش ہو کام شیطان کا ہے عجلت عقل سے جو دور ہے
صبر گو ہے تلخ لیکن ہے بڑا شیریں عمر دیر آید اور درست آید مثل شہور ہے

(۴۴) مشورہ

ہو تم کیسے ہی لائق اور فائق اور جہانگیر لیکن ہو بشر آخر کرو ہرگز نہ خود رانی
سی سے مشورہ لیکر کرو ہر کام تم اپنا وہی بات اچھی ہوتی ہے جو ہر اک کے پسند آئی
لیکن جو خوشامد خوردشمن مشورہ دینے
خلاف مرضی والا نہیں اک لفظ بولتے
خوشامد خوردشمن کا رہ گیا ایک ہی شہرہ اگرچہ ہیں یہ دونوں بھی الگ لیکن بھیگا
بڑ جائیں تمہارا کام تو اس کی نہیں سچا ہو دشمن خوش خوشامد خورد کچھ باتیں نہ دینگا
یہ دونوں کو بھی چھوڑ تلخ دے جو مشورہ تم کو
اُمی آزاد کی سن لو جس میں فائدہ تم کو
بہوگی بات کروں میں ہی دیگی تمہیں تمہارا دوست جو ہو گا وہی کروں گی

(۴۵) آہِ مظلوم

دشمن کی مصیبت پہ نہ خوش ہوئے ہرگز اور اپنی مصیبت کو فراموش نہ کیجے
 کہتا ہے برا وہ تو سنتا ہے وہ جلا دل لذت ہے یہی میں اُسے خاموش کیجے
 چھیڑو نہ اُسے ورنہ وہ دو آتشہ فریاد کر دیگی فنا آپ کو بھی خوب رکھو یاد
 مظلوم کی اک آہ فلک کو بھی جلا آہِ دلِ مظلوم سے اللہ بچائے

(۴۶) شبہ

شبہ کو ریگ کی دیوار بہرِ شر سمجھے عمارت اس پہ بنا کر کوئی اگر سمجھے
 کہ بیدار بیخ ہے بنیاد اسکی نہ مستحکم تو کچھ بھی سمجھا نہیں چاہے خوش ہے
 دعا ہے کوئی نہ ہو مبتلا اے وہم گماں مریض وہم کی صحت کی کوئی آہن گماں
 یہ وہ مرض ہے کہ جس کا نہیں علاج کوئی دو اہم تو لہماں کے بھی پاس نہیں

(۴۷) اسرافِ بجا

بہترین انسان سب سے بھی مردِ ذکی اپنی آمد سے جو کچھ نصفِ ختمِ حج لازمی

بدترین انسان سب میں وہ مرد بیوقوف
 اپنی آمد سے زیادہ خرچ رکھے مہم سہری
 ہے اگر آمد کے اندر خرچ بے خوف خطر
 ہو نہ میخواری و عیاشی سے بدنام کبھی
 ہے اگر آمد سے افزود خرچ تو بے شرم شک
 پاسبانی کیلئے آفت پر آفت آئیگی
 جو نہ کرنا ہو کرے وہ کام با مکر و فریب
 قتل ہو۔ غارت گری ہو۔ رہنری کچھ بھی
 اس لئے اسراف بھیجا کو یہ کہنا ہے بجا
 ہے یہی ام الجرائم لازمی و لا بدی

۴۸) شرافت کی کسوٹی

شرافت رذالت کو پہچاننے کی
 کسوٹی ہے زر اس کو کچھ جانتے ہو
 کہ اس پر نظر آئے کھوٹا کھرا سب
 اگر امتحان کر کے پہچانتے ہو

۴۹) بیش خمیہ بدبختی

کاہلی و غم و ر و بد خلقی
 جن سے ہرگز نہیں خدا راضی
 بیش خمیہ ہے یہ مصیبت کا
 جو دکھائے گا روے بدبختی

(۵۰) جوانی

جوانی سچ بتا کیا چیز، ہر تہجہ میٹھی
جسکو دیکھو تیرا دیوانہ ہوا، رشکِ مہی
ہے جوانی گرچہ دیوانی مثل مشہور ہے
دور میں تیری نہیں کچھ سوجھتی کھوٹی کھری
کیسے کیسوں کو کیا تو نے گرفتارِ بلا
تیری آنکھوں میں ہے پردہ کیونہ ہو پردہ دری
وجود اسکے تجھی پر شیفہ ہے سب جہاں
ہے کشش تیری عیاں اس کو کسی کی دلچسپی
بچہ جس نے کچھ لذت تری پائی نہیں
رہو رہا عمر کو اپنی گھٹا کر ہی بتاے
ببب اس کا بھی کچھ بھی نہیں اسکے سوا
تب برقی وہ ہے جس پر دنیا کا مدار
ہے اسی سے پیکرِ انسان کی جادوگری

(۵۱) تماشہ مہنی

ن کا ہے یہ زمانہ ہر عجب و عہدِ شباب
ہے اسی موسم میں حال سب کو لذتِ بیجا
تماشہ گاہِ عالم کے تماشوں کو بھی
ہو نہ سیری بلکہ افزوں شوق ہو ہر گھٹنی
ز رفتہ جب گئی ساری جوانی کی بہار
خود بخود مردہ دلی چھاتی ہو بس لیلِ نہار
یہنے میں جو تماشہ ہم کو دیتا تھا مزا
وہ تماشہ دیکھنا اب تو عذابِ جاں ہوا

اس لئے بیاختہ منہ سے یہ نکلا بڑبڑلے ہوتا منہ پہلے ہوتا تھا نہیں ہے آج کل
ہے تماشہ تو وہی۔ ہے بلکہ آتشِ غریب تر ہاں یہ کہئے آپ کی اب نہیں ہے وہ نظر

(۵۲) مناظرہ تقدیر و تدبیر

بھگڑ رہے تھے آپس میں قسمت و تدبیر
پکار کر کہا تدبیر سے یہ قسمت نے
زکام مینڈکی کو بھی ہوا ہے لو کیا خوب
جو چاہوں میں تو گدا کو بھی پادشاہ کروں
کروں امیر کو اکٹن میں مثالِ غریب
مرے ہی نام کا ڈنکا بجا ہے چار طوط
یہ سن کے غیض سے تدبیر نے پکارا دھٹا
یہ سچ مثل ہے بڑے بول کا ہر سر نیچا
جو چاہوں میں تو مسخر کروں جہاں را
نہیں ہوں تو ہوا کہم میں ملک تاراج
نہیں رہوں تو ہو بادِ زر کے سوا سباب
وایک ملک کی حاکم ہونے کی ہو

غریب ہوتا ہے کس کی طرف سے مثالِ امیر
خدا کی شانِ میرے روبرو تری تقریر
ہماری ہم ساری اس منہ پتلف ہوا بچہ پیر
جو چاہوں میں تو کروں پادشاہ کو بھی فقیر
کروں غریب کو اکٹن میں مثالِ امیر
بعض وجاہ زمانہ میں ہے مری تشہیر
زباںِ نبھال ذرا در نہ پایگی تعزیر
نہ جایگی کبھی نخوت بھری تری تقریر
مرے بغیر تو کس کام کی ہولے تقدیر
جو میں ہوں تو کرے شاہ ملک کو تسخیر
جو میں ہوں تو فلاح و دکھائے کو منیر
کیا ہے سحر فقط تیرا ہند کو تسخیر

جو عقائد میں بیچھیں نہ تجھ پہ تکیہ دے
جب اس کا فیصلہ قطعی ہوا نہ آپس میں
کہا یہ عقل نے دونوں کا مدعا سن کر
صحیح بیان ہے تدبیر کا دروغ نہیں
اناج کھیت میں کس طرح چھڑکا جائیگا
وہاں سے کاٹینگے پھر فصل کس طرح تو کہہ
اناج بعد مشقت کے جب ہوا تیار
ہو لگا کے شہیدوں میں نام کرتی ہے
بڑا تو مان دیا خوش ہو میں کہو گی ضرور
مقدم امر ہے تدبیر پہلے اے نصرت

جو بیوقوف نہ محض ہیں وہی میں تھے اسیر
گئے جھگڑتے ہوئے روبرو عقل پیر
تو چھپتی ہو جو انصاف سے تو اے تقدیر
بغیر اس کے ہر اک کام میں نہیں ہے گذیر
جو پانی دینے کی معلوم ہو نہیں تدبیر
جو وہ بتائے نہیں اپنی رائے عالمگیر
ہیں کہتے قاسم تقسیم تجھ کو دیک و پیر
زیادہ اور کروں ذکر کیا ترا شہمیر
نتیجہ ہے اسی تدبیر نیک کا تقدیر
نہ کارگر ہونشانہ تو جانے تقدیر

مسئلہ (۵۳) قومی اتفاق

سخیر ملک کی ہے بنا اتفاق سے
پلٹے زمانہ بھر کی ہوا اتفاق سے
لیا کچھ جہاں میں نہ ہوا اتفاق سے
قائم جہاں ہے بعد اتفاق سے
جاہ و چشم کی روح رواں اتفاق ہے
فضل خدا وہاں ہے جہاں اتفاق ہے

ہوتا نہ اتفاق عناصر اگر ہم
 پیدا اتفاق ان میں جو کچھ بھی ہو پیشِ رگم
 شکلِ بشر جہاں میں پھر دیکھتے نہ ہم
 پھر اے دن ہزاروں میں مرغل کے ستم
 یاد آئی ایک بات عجیبے اتفاق سے

ہندوستان میں کیا ہوا ہے اتفاق سے
 ہو گا نہ اتفاق ہو جب تک نہ یکدلی
 کیسے ہوں اک ہمارے خیالات ہر ذہنی
 یکدل ہوں جب تو سب کا ہونہ بھ بھی ایک
 ناجی تو سمجھیں آپ کو غیروں کو دورخی
 اس فرق سے نجات ہماری محال ہے
 جب تک کہ پہلِ انہیں کا ہمیں کمال ہے

عالم میں علم پر ہے نقطہ عقل کا مدار
 جب عقل ایسی چیز ہے دنیا میں آشکار
 اور عقل ہی سے چلتے ہیں دنیا کے کاروبار
 ہم بھی کریں سمجھنے کی کوشش ہزار بار
 ہم کو خدا نے مادہ عقل بھی دیا
 اور طرفہ یہ کہ اشرف مخلوق بھی کیا

افسوس ہو کہ اشرف مخلوق یہ بشر
 بدتر ہوا ہے ساری خدائیوں کی سزا
 محنت بغیر وحش بھی کرتے ہیں بشر
 اور کاہلی ہماری ہے کا نقشِ فی الجبر
 ہر اک کے دل میں خواہش جاگیر و مال ہے
 کوشش ہو اُس کے ساتھ یہ امر محال ہے

ہوتی زمین گر متحرک نہ بار بار
 لیل و نہار ہوتے نہ عالم میں آشکار

ہوتا نہ دن تو چلتے نہ دنیا کے کاروبار ہوتی نہ شب تو ملتی نہ آسائش و قرار

دنیا کی بات بات پر ہم سب کریں جو غور

حل آپ ہوتی جائیں کہی شکلیں بغور

ہوتی ہے جس اناج سے ہم سب کی زندگی ظاہر ہو کیفیت کچھ اگر اس کے نشوونما کی

ہو آشکار ہم پر سہی حالتِ خفی ہیں جتنی چیزیں دہریں ہیں کام کی سہی

ہر آدمی جو جس سے شکم سیر دیکھنا

سمجھے نہ اُس کا راز یہ اندھیر دیکھنا

بر سے نہ پانی ابر نہ جنبش اگر کرے پانی نہ ہو تو سبزہ یہ کس طرح سے اُگے

ساکت جو ایک جا پہ باد صبار ہے نشوونما نہ روح نباتی کو پھر ملے

خوشہ میں رنگ و ذائقہ پیدا ہوا ہے

اور جہر اُس کے زہر کو مارے نگاہ سے

مصرفِ کار دہریں ہر اک ہے لاکھام اور لطفِ خاص یہ کہ الگ ہے ہر اک کا کام

جب جانتے ہیں سب کے جدا کام تمام افسوس کیوں ترک کریں ہم خیالِ خام

کیوں ہم ملازمت کے بھروسہ پہی ہیں

کیوں پھر ترقیات تجارت نہ ہم کریں

بلخ جہاں میں نخل تجارت ہے بارو راغب اگر زمانہ دلِ جاں سے ہوا دھو

ہر ایک کی ہوشاخی تمنا وہ سبز تر جس سے طرح طرح کے ہوں حالِ گل و تر

نخل اُسید چاہتے ہو گر ہر ابھرا
 تدبیر اور کوئی نہیں اس کے بس سوا
 تہ ارہی کو دکھیں اگر سارے شائقین موجود ہیں جو ہر ذاتی ہیں بالیقین
 جان سے زیادہ جو ہر بچان ہے نشین اور ہم میں حیف جو ہر انسانیت نہیں
 جو ہر دکھا و صنعت و حرفت میں کد کرو
 تم اپنے سر سے آفتِ افلاس رو کرو
 کیا قہر ہے کہ پیشہ اسلام چھوڑ کر سمجھے ہوئے ہیں غیب کو ہم اپنا بھڑ
 کچھ ایسی قدر صنعت و حرفت تھی پیشتر کرتا تھا اپنی جان فدا اس پہ ہر بشر
 شہرہ ہماری قوم کا تھا خاص و عام میں
 سکہ جما ہوا تھا ہمارا انا میں
 حالت پہ قوم کی یہ مثل سچ ہے آشکار علم و عمل میں ایک مسلم تھا نامدار
 تعلیم اس سے پاتے تھے شاگرد بے شمار دورِ فلک سے اب یہ ہوا اس کا حال
 بگڑا دماغ ایسا نہ کچھ وہ سمجھ سکے
 شاگرد اس کے دیتے ہیں اُلٹے سبق اُسے
 ایسا ہی اپنی قوم کا ہے حال زار اب دنیا کے ہم میں حیف ہیں پیدا عیوب
 غلطان ہیں لہو لب میں ہم بندگانِ رب اس پر قدیم رسم کی پابندیاں غصہ
 لٹ جائے گھر بلا سے مشیخت رہے مگر
 اک حصّہ آمد اور ہودہ چند خرچ زر

ہو جائے گرو یہ درست اہلین کا ہو دور بدخیاں کہیں وہیں کا
دنیا میں ہر فساد جو زلزلہ زلزلہ کا ہے مانع ترقی یہی مسلمان کا

باغ جہاں سے دور خزانِ نفاق ہو

گلدستہ مرا و گُلِ اتفاق ہو

طوفان ہے نفاق کا زور و نہ پر نقد و رطہ میں اب ہر کشتی اسلام اُچھڑ

ہر ایک لُحظ موجِ حوادث کا ہر خطر آتا نہیں ہر ساحل مقصد کہیں نظر

بیٹا ہو پاؤں خاکِ جنسان ہوں ایسے کم

جس پاس کم سے کم نہ ہوں دو چار بھی حرم

سو تن ہو جب تو کیسے ہو آرام سے بسر چھوٹا نہ رات دن کی لڑائی کو کوئی گھر

دنیا میں ایسے آئینے حیران کم نظر جن میں کہ سوت کی نہ رقابت ہو جلوہ گر

اک کن ہو کر تینگ کو ہوتا نہیں قرار

سو کن جو ہو تو پھر اسے کیا ہو کہیں قرار

شوہر ہی جب ہو عورتوں کا جنگ کا سبب نزدیک اُن کے شوہر ناداں ہو دو کب

دو بیبیوں کے واسطے سچ ہر مثل ایب اک دست کھوکے پیدا آدو دشمن لگنے غضب

اک جائے آگ پانی کا کس طرح ہو قیام

کب کوئی سوت سوت سے ملکر رہے مدام

کرنے سے دو حرم کے سہی باز آئیں جب قانع رہیں گے ایک ہی بی بی سے یہ طلب

پھر غیر عورتوں پہ کریں بد نگاہ کب
 ماں جانی سب کو سمجھینگے ہم بند کا لڑ
 چشمیں رہیں نہ یہ جنگ و جدل رہت
 رشک و حسد کا پھرنے دلوں میں خلل ہے

منہ اس طغی سے جبکہ ہو کا لاف کا
 پھر ہوگی سر پہ سایہ نگر رحمتِ خدا
 ہر دل میں اتفاق کا پیدا ہو و لولہ
 ملکہ ہنسی خوشی سے کہیں ہم بھی مر حبا
 شہرہ ہمارے خلق کا پھر دور دور ہو
 آوازہ اس کا غیر کو آواز صورت ہو

ہم سب کا جبکہ صاف ہے دل ہر ایک
 ہر ایک دست دلی ہر ایک کا رہے
 جب دوست دلی ہوں سہی ایک لیکے
 نقصان کا کب کیے ارادہ کوئی کرے
 چاہے نہ نفع دوست کے نقصان کوئی

باہم کرے دریغ نہ پھر جان سے کوئی
 وجائیں ہم تمام اگر دوست دلی
 دجانتا ہو بات چھپائے نہ وہ کبھی
 ہم پیشہ سے رکھیں گانہ ہم پیشہ دشمنی
 ہو اتفاق ہم میں اگر فرصتِ حزیں
 ممکن ہر اک کام ہو ممکن جواب نہیں

(۵۴) تجارت

بہتر ہی نہیں کام تجارت سے کوئی بیکرنہ ہو فکر معیشت سے کوئی
انسان نہ اپنی عمر گزارے بیکار ہرگز نہیں جی چرائے محنت سے کوئی

(۵۵) صنعت و حرفت

ہر طرح گزارے عمر محنت ہی میں صنعت و حرفت میں یا تجارت ہی میں
ہر طرح سے انسان کرے فکر معاش غافل نہ رہے عیش و مسرت ہی میں

(۵۶) نیرنگ شام و سحر

سماں عجیب نظر آ رہا ہے وقت سحر بھی ہوئی ہے ہر اک سمت نور کی چادر
ہر ایک طالع خفتہ نہ کیوں ہو پھر بیدار کہ لوٹ ہو گیا نخل کا خواب سبزہ پر
بنی ہے صورت جا رو بکش صبا اسم غبار و گرد سے ہیں صاف گد بار شجر
طیور نغمہ طرازِ شنائے خالق ہیں خوشی سے کرتے ہیں کیا چیخے دزدنوں پر
کچھ اس طریق سے جو شنائے خالق ہیں کہ اُن کو اپنے سراپا کی کچھ نہیں ہے خبر
اذاں کی سنتے ہی آواز مسجد کی طرف چلے ہیں نیند کے ماتے بھی آنکھیں مل ملکر
وہ وقت صبح کا اور آفتاب کا وہ طلوع عجب سماں نظر آتا ہے اور عجب منظر
صبا جو ہر منور کی چار سو پھیلی رہی نہ نام کو ظلمت جہاں میں ذرہ بھر
ہوئی ہے خلق خدا کا روبرو میں مروض ہوئے ہیں فکر معیشت میں محو جملہ بشر

دکاندار بھی اپنی دکان کھولے ہو ہر ایک جس کا بیوہ پار کرتے ہیں کس
 ہماری قوم کا بھی آفتاب اوج پہ تھا زبانی کوئی ہمارا نہ کوئی تھا ہمسر
 جو اتفاق تھا ہم میں تو راستی بھی تھی محبت اور جمیت تھی ہم میں سراسر
 ہماری قوم کے تھے ساتھ صنعت و فرت ہماری قوم کے اقبال و فتح تھے یاور
 نام خلق خدا ہم سے سیکھتی تھی سبق ہر ایک شے کی ترقی تھی اپنے پیش نظر
 یہ اوج تھر رہا صرف دو پہر افسوس ہوئے زوال کے آثار پھر بنوع دیگر
 لچھ ایسے لازم و ملزوم میں عروج و زوال کہ شام تک نہ رہا کچھ عروج کا وہ اثر
 وہی پند سحر کو جو چھپاتے تھے بسیرا دھونڈ رہے ہیں ہر ایک ڈالی پر
 اسیر ہو گیا مغرب کے قید خانہ میں وہ آفتاب جہاں تاب زرد رہا ہو کر
 زوال ساتھ لئے آئی ہے شب دیوگر کرے جہاں میں اندھیر جس کی لکڑی

قطع

عیوب و ذلت سستی و کلامی و جہل تعصبات و نفاق و بدی و فتنہ و شر
 زوال و نکبت و افلاس و عسرت و ادبار جہاں کو گھیر لیا سب نے دائرہ بنکر

قطع

وہ ابر جو کہ شفق بن کے شام شام کیوت عجیب رنگ دکھاتا تھا چرخِ اخضر پر
 وہی ہے ابر جو اب شکل تیر گئی بختِ فلک پہ چھا گیا ادبار کی گھٹا بن کر
 یہی برقی جہالت گری کہ دم بھریں ہوا ہے خوں عقل آہ خاک جل جھنکر

چلی ہے نکبت و افلاس کی ہو آئندہ
 نہیں تقاطیر باراں یہ چرخ روتا ہے
 ہمارے چار سو غفلت کا ایسا ہنگامہ
 ہماری قوم کی غفلت نے کر دیا تابت
 ہم ایسے سوئے ہیں کچھ گھوڑی بیچ کر آیا
 تمام رات تو گزری ہے خواب غفلت میں
 ہر ایک قوم ہے مصروف اپنے کاموں
 سبق وہ دیتے ہیں ہکو ہی کسی شرم کی بات
 اگر تم اب بھی نہ جاگے تو خوب یاد رکھو
 جگاؤ قوم کو نصرت یہ تاکجا غفلت

چڑھ آیا دن بہت اور آفتاب سے سر پہ
 جگاؤ قوم کو نصرت یہ تاکجا غفلت

(۵۷) بہار و خزاں

خواب غفلت میں رہیں خواب کیجھا ناگہاں
 تھا زمر و پوش سرتاپا ہر اک اسیں خست
 باغ اک آیا نظر پھولا پھلا رشک جٹاں
 لعل تھا شہ منہ لالہ سوہانکے بے گٹاں
 تھے شگفتہ ہر طرح کے پھول و خوب جہاں
 جھکوا آتا تھا نظر ہر شے میں قدرت کا سٹاں

مگر گلگشت چین تھا میں نیا اک گل کھلا
 غور سے دیکھا تو ہر اک پر سیکر مثل پاہ
 ایک جھڑٹ مجکو پیروں کا نظر آیا دل
 آگے آگے عورتوں کے مرد بھی دوچار
 گرد اس کے مثل انجم جمع تھیں ہم جھولیا
 سب کے چہروں پر تھی کچھ فرسردگی چھائی ہوئی
 سب مکریت مودب خوبصورت لوجھو
 ان کو ہر خوفِ حد و پاف ہوتا تھا عیا
 ب نظر مجھ پر پری ان سبکی پھر تو ہاتھوں
 مالک کے روبرو لیکر گئے دامن کش
 ل بھری وہ آہ سرد اپنے دل پر دروست
 یاس سے وہ دیکھ کر مجکو ہوئی یوں گلفشا
 یس دم کی مہمان ہوں جاکنی کا وقت
 حیف وقتِ آخری آئے ہو تم میرے پاس
 نے پوچھا تو کہا یہ گلشنِ اسلام ہے
 اور بہارِ قوم ہوں میں مرجعِ ہندوستان
 قطعہ

سنت و حرفت تجارت فتح و جیتی چاہی
 لینا می دوستی نیکی وفاداری خوشی
 عزت و عشرتِ فلاحیت اور ہمدردی سجا
 راستبازی و محبت - خیر خواہی جہاں
 بونستی میں کہنے نہ پایا تھا کہ اٹھا ایک شور
 غاق و علم و اقبال و ہنر یہ چار مرد
 جو کھڑی ہیں روبرو سب میں مری سمجھو لیا
 موش و ہمارا و ہند ہم یہ میرے ہیں ٹیکس
 طبلِ رزمی کی صدا جانے لگی تا آسمان
 آسمان پر کھینچ گئی فوراً کمالی کہکشا
 ایک مالکِ ہند کا اک کوٹوالا آسمان
 سب کے سب بد شکل بد صورت مگر تھے پہلو
 سب کے پھر جمع مرد و زن با نواع و گر

غول کا غول آگیا غول بیا بانی مثال
 ایک عورت زشت روافس تھی لنگڑ دیا
 اسکے چہرہ سے عیاں تھا خزاں ہی اس کا نام
 جسکی ہنسی میں تھے شکل مردوزن ردا
 رزم کا بازار فوراً گرم پھر تو ہو گیا
 لڑنے افواج بہار آئی با فواج خزا
 حسرتوں کے خون کا دریا بے پایاں بہا
 وہ جلی تیغ تعصب انکے انکے درمیا
 آگئی اقبال کی ادبار کے ہاتھوں اجل
 اور نہر کے سر یہ مارا عیب گھر زنگراں
 اتفاق کل نفاق قوم سے مارا گیا
 علم کی اور فضل کی لی جہل نے اکدم میں جا
 خاتمہ انکا ہوا جب نائنیں لڑ مریں
 دست اعدا سے ہوئیں سب زخمی تیر ونا
 جب فلاح کو ضلالت خلق کو بد نصبتیں
 اور کوشش کو کیا بھڑکاہلی نے بے نشا
 اور تجارت کو کیا ناقصیت و جب تک
 صنعت و حرفت کو غفلت فر کیا پھر بھی جا
 اور محبت کو عداوت دوستی کو دشمنی
 اور کسبت نے حسیت کو پچھاڑا ناگہنا
 اور پھر عزت کو ذلت نے کیا بے خانہاں
 جھوٹ نے اک دم میں توڑ رستی کے استخوان
 اور لی صبر و قناعت کی بھی بڑ صبر جا
 اور بدنامی نے کھویا نیک نامی کا فرش
 پھوٹ نے آکر کیا پھر یک دم کو نیچا
 اور ترقی کو خست فتح و عظمت کو شکست
 قید حسرت میں مقید ہو گئی شاہ بہار
 تازہ پودوں نے بھی اپنا روپ لا ناگہنا
 کر دیا شاہ خزاں نے باغ سارا منہدم

رکنا ہوا ہے سب نو بہا لان چین
 بلہ تھا سخن قمری اُس جگہ ہر شور و ہم
 کر یہ کہا مجھ سے بہار قوم نے
 برباد آئیگی تمہیں کرنی مری
 ، قیدی خزاں میں کر رہی ہوا سب
 با قید سے ہو بھی رہا فی یا نہیں
 فیدی لے چلے جدم بہار قوم کو
 اہی ان کا و شوق آکامہ میری جگہ کی
 یں اب بھی گیا راتِ خوشی اب جلتے
 پر بھی ہو کے غافل کھو کر علم و ہنر
 ہیں ہمت جو باہم ہم تو پھر کیا دور
 دے گو خزاں کی فوج ہمشکل شفق
 اس بات پر کل جہاں کا اتفاق

بے ثمر بے برگ آخر کہو ہیں سب و ا لیا
 حیف اک پل میں بدلتا رنگ ہر دور جہاں
 الوداع اہل وطن خست ہوا ہندوستان
 قدر کی میری نہ تم نے میں ہی جتنا کہ یہاں
 اور دکھو گئی دکھا گیا مجھے جو آسپاں
 پھر وطن سے کب ملوں جاؤ خدا دہ جہاں
 میں کفِ افسوس ملتا رہ گیا شندرمی
 تھا جن وہ - اور نہ جنگ زرگری کا کچھ کا
 ہو کے اک دل پھر کر کوشش سہی پیر جو
 سہہ ہے جس طرح بہتے رہو گے کشتیاں
 کھو چکے ہیں جو - کریں حال وہی نام نشاں
 ہم بہار قوم کو پھر چھین کر لائیں یہاں
 دشمنوں کی ایک دم میں ہم لڑاؤں صحیباں

ہم مسلمانوں کو حاصل ہو وہی پھلا عروج
 ہے یہ نصرت کی تنہا اسے خداؤ دو جہاں

میدان

ایک شب دیکھا کسی اس طرح خواب گئے اس
 تھا سوانیزہ پہ آیا آفتاب تابدار
 تھا ہر اکے لب پہ جاری نفسی نفسی لالہ
 اور وہاں میزبان عدل و داد تھا قائم
 رعبے جبکہ تھے سب لرزاد و ترسا ہر قدم
 اے رسولانِ خدا کی امتہا کے مخشری
 تم نے آکر کیا کیا دنیا میں دوا اسکا جواب
 سن کے یہ آواز دوڑی امت ہر کی نبی
 سب یہودی امت ہوسنی طلب جہنم ہو
 حضرت ہوسنی نے ہلکے جوتیا یا راستہ
 تجھ کو سمجھا ایک ہوسنی کو کہا تیرا نبی
 ایک چپے بھرنہ دنیا میں زمیں باقی رہی
 مال و دولت میں ہمارا کوئی بھی ثانی نہیں
 امت ہوسنی نصار کی ہوئی جس دم پکار

حشر کا میدان اُسکے سامنے ہر بیگان
 العطش وہ پیاس اور وہ دھوپ یار لایا
 جمع تھے اقوام عالم مضطرب نالہ کن
 تخت پر تھا جلوۂ نور خدا کے دو جہاں
 ایک بیک و ازبہ مجمع میں آئی ناگہاں
 باری و باری سزا کر دے حساب پناہاں
 کیا ادا تم نے کیا حق خدا - حق جہاں
 باری و باری سزا کر دے دیا اپنا بی
 پیش داور جا کے یہ بے دیا اپنا بی
 ہم رہے قائم اُسی پر اسے خدا دو جہاں
 گو کہ کھو یا ہم نے اپنا ملک و زمام و نشاں
 لیک دولت کے بدولت ہم رہے شہاں
 ایک کی اک ہم بد کرتے رہے ہیل ہر ز
 پیش داور جاکے اس کے دیا اپنا بی

یا الہی اگرچہ قائل ہم رہتے تشریف کے
ملک گیری میں ہمارا کوئی بھی ثانی نہیں
سب میں قائل وہ کیا ہو انتظام مملکت
ہر کسی کو اس کے مذہب میں کھلا آزاد تر
بعد سب کے جب ہوئی مرحوم امت کی پکا
تھے بہتر جو کہ فرقہ مذہب اسلام کے
ادھ کھڑی وہ سب ہو باغیظ اور باجوش خرو
ضتی ایک ہم اور دوسرے ہیں دوزخی
اس لئے آگے ہمارے منہ کسی کا نہیں
سب جھگڑتے تھے۔ ہوئی اتنے میں دوبارہ پکا
بلکہ پہلے سے زیادہ بحث میں سب پڑ گئے
پھر ہوئی اس امت عاصی کی تہ بارہ پکا
اس پر یہ آواز آئی آگہنگار و سنو
دین کے قائل رہو گے اور نہ دنیا کے کبھی

لیک تجھ کو ایک سمجھا۔ باپ عیسیٰ کو
نام روشن ہے ہمارا از میں تا
ہر کسی کو خوش رکھا تھا نظم ایسا
لیک دی تہجج اپنی قوم کو ہر اک
پیش داوران کے چلنے کی ہوئی
مثل بندی میں ہوئی تکرار ان کے
اور ہر اک فرقہ نے یہ کی بحث سب
راہ حق پائی ہیں بالیقین ویسے
ہم رہینگے سب سابق پیش خلاق
لیک جھگڑے ہوئی فرصت نہیں بنا
پیش قدمی کی کئے جانے کوشش نہ
لیک جانا تھا نہ کوئی جاسکا ہرگز
اتفاق قوم تم میں ہو نہ جب تک بے
سہہ ہے جو کل طرح بہتے رہو گے

کلمہ گو یاں محمد ایک ہو جائیں سبھی
یا الہی ہے دعائے نصرت از سوزِ نہا

تَمَّتْ

اسرارِ شہادت

اب عیسائی نے اک دن اک مسلمان کو کہا
 مد شہید جو رور کرب و بلا ہے آبِ غور
 یہ ہم کہتے ہیں بہرِ بخشش عیسائیاں
 ہے نصار کی شفاعت کا ذریعہ ایک نبی
 اہلِ توحید ہو گا اک نبی یا اک امام
 مسلمان نے دیا اس کا جواب با صواب
 مل جزو دین کفارہ تمہارا پاس ہے
 اس عقیدت میں غلو کر کے خلافِ عقل تم
 خلاف اس کے ہمارا ہی عقیدہ مسرور
 مندم از گندم برود جو ز جو سعدی گفت
 بس کے ہوں اعمالِ صالحہ کی بخشش کیلئے
 لا الہ الا اللہ پر ہر اک بشر
 امام دوسرا حضرت حسین ابن علیؑ

بہرِ بخشش ستم قول ہے یہ آپ کا
 تشنہ کہ حضرت حسین ابن علیؑ مر تضا
 رب کا جو فرزند عیسیٰ تھا وہ کفار ابنا
 اور امام اک ہے شفاعت کا ذریعہ آپ کا
 مجھ کو ٹھنڈے دل سے دو اک جواب کیا
 آپ کا میرا عقیدہ ہے الگ سینے ذرا
 اس عقیدہ سے جدا ہو کر نہ تم بائیں شفا
 ہو سمجھتے پھیل کی بھی نہ تم بائیں سزا
 پریش نیکی بدی سے ہونہیں کوئی رہا
 از مکافاتِ عمل غافل مشوئے خوش لقا
 ہو شہید جو حضرت نے سبق ہم کو دیا
 ہو رہے ثابت قدم گو جان جائے نارا
 بخشواد و حضرتِ عاصی کو بھی رور جزا

محبتِ خدا و رسول

لکھ تو اقد و محمدؐ کی محبت دائمی
 بس عواسِ خشم قائم بہرِ حبِ پنجتن
 شش جہت میں ہیں محمدؐ ہی محمدؐ لا بدی
 چار سو ہے نورِ حبِ چار یا رانِ نبیؐ
 ہو رہی ہو وہ طبعِ روشن و فضلِ ایزدیؐ
 پرتوہ صوم کی الفت و کھٹ سب سب